عاجز کے کارخانہ سے ہر قسم کی کتابیں بنرخ تاجرانہ جلد وبکفایت ویلوپی ایبل روانہ ہوتی ہیں المشتہر محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸۵

۲

مجمع الاشعار فارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف غزل حافظ علیہ الرحمۃ

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

مجمع الاشعار اُردو

ردیف الف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کون کرسکتا ہے اُس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہے شان میں جسکے پیمبر کی ثنا

پھر تو وہ اس منہ سے ہوسکتی ہے کب نعت رسول
یا ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کی ثنا

یہ زبان قابل ہے کب اس بات کی جو کیجیے
حضرت زہراؓ کی اور شبیرؓ و شبرؓ کی ثنا

نام حمد و مدح کا لینا مجھے زیبا نہین
کی ہے ساری عمر ترکان ستمگر کی ثنا

تو نماز اپنی کو شام و صبح لازم کر یقین
حضرت اُستاد یعنی شاہ مظہر کی ثنا

غزل سودا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا
موسیٰ نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ
جلوہ ہر ایک پر ہے محمدؐ کے نور کا

ہم تو قفس مین آن کے خاموش ہو رہے
اے ہم صفیر و فائدہ ناحق کے شور کا

ظاہر مین عندلیب کی صورت بنی تھی زرد
تھا یاد عندلیب کو اُس کے ظہور کا

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

رویا میں کسقدر ہون جب ہوش آیا تب — بیہوشی مین خیال جو گذرا قبور کا
توڑون یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہے — ہووے نہ مجھکو پاس جو تیری حضور کا
سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو — آوازۂ دہل ہے خوش آیندہ دور کا

غزل رافت

ہر نام پاک ہے تعویذ میری جی کا — صدیقؓ کا عمرؓ کا عثمانؓ کا علیؓ کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر — چارون طرف نہ سکے کیونکہ ہو ظرافتی کا
سایہ ہو جن پر انکا انکو نہین خطر ہے — کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت بچار یار سے وابستہ رکھ دل اپنا — گر تجھپہ کھل گیا ہے عقدہ رواردی کا

غزل

جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا — ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا
حرمت سے ملائک نے جسے سجدہ کیا ہے — جسوقت کہ وہ صورت انسان مین آیا
گل ہے وہی سنبل ہے وہی نرگس حیران — اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن — مذکور یہی آیت قرآن مین آیا
قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے — ہر تار مین بولا اور ہر اک تان مین آیا

غزل

یار کو ہمنے جا بجا دیکھا — کہین ظاہر کہین چھپا دیکھا

کہین وہ بادشاہ تخت نشین	کہین کاسہ لیے گدا دیکھا
کہین بولا بھلا وہ کہہ کے الست	کہین وہ بندۂ خدا دیکھا
کہین واجب بنا کہین ممکن	کہین فانی کہین بقا دیکھا
کہین زاہد بنا کہین عابد	کہین رندون کا پیشوا دیکھا

غزل نظیر

ملا آج مجھکو وہ چنچل چھبیلا	ہوا رنگ سنکر رقیبون کا نیلا
کیا جس نے مجھ سی عداوت کا نیچہ	تَسلقی علیہم عذابا ثقیلا
نکل اس کے زلفون کے کوچے سے اے دل	تو پڑھتا قم اللیل الا قلیلا
کہستان مین مارون اگر آہ کا دم	فکانت جبالا کثیبا مہیلا
نظیر اسکے فضل و کرم پر نظر رکھہ	فقل حسبی اللہ نعم الوکیلا

غزل حیدری

برابری کا تری گل نے جب خیال کیا	صبا نے مار طمانچہ منھ اسکا لال کیا
وہین ہو چین بجبین غصے سے کہا مت بک	کبھی جو بوسے کا اس سے مین سوال کیا
نہ آئی کچھ بھی مسیحائی تیری کام مرے	بدن سے روح نے آخر کو انتقال کیا
گرا تھا کٹ کی زمین پر کبھی ترا ناخن	فلک نے اسکو اٹھا کر وہین ہلال کیا
ادا کا اسکے نہ دیکھا مین حیدری محبوب	خدا نے اسکو زمانے مین بیمثال کیا

ولہ ایضاً

ولہ ایضاً

غزل رمضان علی

پھر دوبارہ عشق کا دل مین اثر پیدا ہوا
باغ مین تیری محبت کا شجر پیدا ہوا

اشک جاری رات دن ہین چشم گریان سی مری
اسقدر رویا کہ اشکون سی گہر پیدا ہوا

دیکھکر گلشن مین کہتین بلبلین اُس ماہ کو
کیا چمن مین دوسرا رشک قمر پیدا ہوا

اب مجھی تیری بجز آتا نہین آرام و چین
پھر مجھی کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا

زخم آئے ہوگئی چھل چھل کیے سارے جسم کے
درد دل رمضان علی شام و سحر پیدا ہوا

غزل فقیہ

ہمنے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا
پر یہ قسمت کے نوشتے کو نہ ٹلتے دیکھا

عرض مرگ سے عاجز ہے خدائی ساری
صد فلاطون کو یہان ہاتھ ہی ملتے دیکھا

بزم دنیا مین عجب دیکھا اثر مجنون کیا
یان فرشتون کے تئین پانون پھسلتے دیکھا

پیش تجھ پرتو دیدار کے انسان کیا ہے
ہمنے تو طور کو اپنی جا نہ سنبھلتے دیکھا

جب تڑپتے ہین جدائی صنم مین بسمل
لخت دل ہمنے فقیہ کا بھی نکلتے دیکھا

غزل الٰہیا

فرط شوق اُس بت کے کوچے مین لگا لیجایگا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لیجایگا

بازو پیرا توڑ کر صیاد بے قابو نہ چھوڑ
ناتوان ہون باد کا جھونکا اڑا لیجایگا

بعد مرنیکے مری کچھ خاک بھی بچتی نہین
کیا چبانے کو مری ہڈی ہما لیجایگا

ولہ ایضاً

روتی روتی جان جاویگی فراق یار مین
اشک کا دریا مرا مردہ بہا لیجائیگا

اس تسلی سی نہین عاشق کو تسکین ہوئےگی
جس نے رنجیدہ کیا وہ ہی منا لیجائیگا

ای مری مشکل کشا مشکلکشائی کیجیے
تم بغیر از کون میری التجا لیجائیگا

غزل معروف

آج مین اپنے جی سے درگذرا
دل نہ پر عاشقی سے درگذرا

کہہ کے دش بوسے دو لگے دینے
جاؤ بس مین سبھی سے درگذرا

زخم پر زخم مت لگا اے چرخ
مین تری اس ہنسی سے درگذرا

ہوگئے تم تو میرے دشمن جان
ایسی مین دوستی سے درگذرا

اسکا خط مجھ مریض عشق کو دو
نسخۂ بو علی سے درگذرا

دے مجھے یارب اس جہان کا غم
اس جہان کی خوشی سے درگذرا

آنکھ ٹک موندنے دی حیرت عشق
ایسی مین ٹکٹکی سے درگذرا

کہہ دلا یار کو نہ وعدہ خلاف
مین تری راستی سے درگذرا

اسنے کین نیکیان برای معروف
تو نہ اپنی بدی سے درگذرا

غزل عمر

عشق نے تیری مجھکو دل کیا کیا ستم دکھا دیا
عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا

موت سے آگے مر چکا نیکی بدی سی کیا غرض
ہستی سی لیکے تا عدم جام بقا پلا دیا

ڈھونڈھون کہپروں ہون یار کو فکر مین اپنی چوطرف
میری سخن کو سمجھو تم اسمین نہین ہی کچھ غلط
غم مین اپنی آپ ہی مین یہ سمجھ کے چپ رہا

آپ ہی مین آپ ملگیا پردہ جو بیچ مین اٹھا دیا
آپ ہی خدا ہوا یہ دم جبکہ خودی مٹا دیا
جبکہ ملا وہ مجھ سی آہ ہنس کے مجھے رُلا دیا

غزل ملنگ شاہ

مرادرد و غم تجھ پہ اظہار ہوگا
ادھر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ
وہ پل کو ہی چھوٹا اور رستہ ہی باریک
ملنگ شاہ سائین روشن اسم ہے

اُدھر منزل عشق بسیار ہوگا
اُدھر مرہم وصل تیار ہوگا
یہ بندہ گنہگار کیسا پار ہوگا
اُدھر لعل و گوہر کا بازار ہوگا

غزل نظیر

ہوئی صبح جب گھر سے وہ یار نکلا
کئی آ گئے بیچ مین لٹ کی وان
قضا میری کا فا ادھر آگئی جو
عجب پھیر قسمت کا ہی میرے یارو
خفا ہم سی شب کو صنم ہو تئے مین
بہت چاہا دل بیچ دیتے صنم کو
صراحی سی ساقی نے مے جو پلائی

کہا خلق نے رشک گلزار نکلا
مری چشموں سے جو گہر بار نکلا
بھلی لٹ پٹی باندھ دستار نکلا
جسے یار سمجھا سو اغیار نکلا
سرے مجکو لیکر وہ بازار نکلا
مرے دل کا وہ ناخریدار نکلا
نظیر اسقدر ہو کے سرشار نکلا

غزل جامی علیہ الرحمۃ

غزل حافظ علیہ الرحمۃ

غزل بہار

چشم جانان کو دل زار نے سونے نہ دیا — رات بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

یا وہ دلنواز کے صنم یار تری آنکھوں نے — باغ مین نرگس بیمار نے سونے نہ دیا

قبر مین جنکو سلانا تھا سلایا اُن کو — پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا

ہی یہ مشہور کہ سولی پہ بھی آتی ہی نیند — وان مجھے آنسوؤنکی تار نے سونے نہ دیا

آرزو دل مین ہی اب نعش مری دفن کرو — گھر مین تو چین سی بہار نے سونے نہ دیا

غزل سوز

قضا را وہ قاتل ادھر آن نکلا — کہ لینے کو اسکے مرا جان نکلا

کھڑا نعش پر ہو کے بولا کہ ہے ہے — یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا

چھری لیکے مین بعد سینے کو چیرا — تو دل کی جگہ خشک پیکان نکلا

ٹپک سر کہا ہای مین نے کیا کیا — مین سمجھا کچھ اور کچھ مرا جان نکلا

کھڑے رہنے والو مگر سوز ہے یہ — بھلا اس سکے دل کا تو ارمان نکلا

بھلا سوز ایسا تہا جس کے خاطر — یہ خورشید پھاڑے گریبان نکلا

غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یار طرحدار جھکا — محو سب ہو کے چمن غنچۂ گلزار جھکا

نرگس مست تری آئین جو بل در گلشن — گل مخمور جھکا بلبل بیمار جھکا

غزل شیخ سعدی علیہ الرحمۃ

کان کی نیچی جو نکلی تری سنبل زلف — جب وہ بانہی سے نکل مار طرحدار جھکا
شب مہتاب مین بیٹھا تھا جو وہ سیمین تن — قرص الماس پہ وہ چہرۂ گلزار جھکا
عرق آلودہ وہ مکھڑا کہ جبین اوسکی دیکھ — لے ستارونکو زمین پر مہ انوار جھکا
کس شرابی کو تری دیکھ کے میخانے مین — شیشہ پیالے پہ جھکا پیالے پہ وہ یار جھکا
شوخ اس مے مین تری کیا ہی بلا کی آتش — پیتے ہی مے کے ہوا مست وہ سرشار جھکا
تیر ناوک تری مژگان کی ہی ابرو ہی کمان — ہدف دل پہ مرے جبکہ وہ سوفار جھکا
حسن کی تیری جو دکانین عجب ہی سودا — جو اسی جنس گران پر وہ خریدار جھکا

غزل نسیم

گو ہمنے دل صنم کو دیا پھر کسیکو کیا — اسلام چھوڑ کفر لیا پھر کسیکو کیا
ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہی چاک — آپ ہی کیا سیا نہ سیا پھر کسیکو کیا
آنکھین تمھاری لال صنم کچھ نشہ پیا — آپ ہی پیا پیا نہ پیا پھر کسیکو کیا
اپنی تو زندگی میان مثل حباب ہی — گو خضر لاکھ برس جیا پھر کسیکو کیا
دنیا مین ہمنے آکے بھلا یا برا نسیم — جو کچھ کیا سو ہمنے کیا پھر کسیکو کیا

غزل خورشید

مطرب سے کہہ شروع کرے گانا بسنت کا — فرخندہ ساقیا ہی یہ آنا بسنت کا
تیغ بہار چل گئی ملک خزان پہ جب — بیٹھا ہی شاخسار پہ تھانا بسنت کا

گل کھولے کان سنتا ہی دیتا ہی غنچہ تال
گاتی ہی عندلیب ترانا بسنت کا

خورشید نے لباس کیا تجھہ بغیر زرد
کرتا ہی جس سبب سے ترانا بسنت کا

غزل محکم

ہاتھہ سے وحشت کی ٹکڑے پیرہن ہوجائیگا
پیراہن کیا چیز ہی ٹکڑے بدن ہوجائیگا

تو ٹپکنے کا مرے اشکون کی ہمدم غم نکر
رفتہ رفتہ ایکدن دُر عدن ہوجائیگا

مت ہو نازان پھولنی سے گل کہ ہردم عندلیب
آخر ش ویران خزان سے پھر چمن ہوجائیگا

ابر تو سبزے پہ میری قبر کے برس آن کر
آکا ہو یہ ہوگی خرم گلبدن ہوجائیگا

نیزہ آہون کی کثرت کہ یقین محکم مدام
ٹکڑے ٹکڑے ایکدن چرخ کہن ہوجائیگا

غزل شیدا

اجل کے کوچے مین تیرا گذار ہووےگا
ترا قرار بدار القرار ہووےگا

وہ دن ہے کہ جھکا چھانرہے مین تخت شاہی سے
اگر خزانہ و لشکر ہزار ہووےگا

لحد کے گوشے مین تجھکو زمین پہ سونا ہے
بدن ترا خورش مور و مار ہووےگا

نہ کر تو فخر یہان اپنی شہ سواری کا
کبھی پیادہ وہان شہسوار ہووےگا

اگرچہ باغ جہان مین تو مثل گل ہیگا
پہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہووےگا

نڈر خدا سے تو ہوکر گناہ کرتا ہے
نہ جانون کیا ترا انجام کار ہووےگا

طمع کسی سے نرکھہ اس جہان فانی مین
سوا عمل کے ترا کون یار ہووےگا

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

نہ کر کسی پہ ستم سوچ یہ کہ آخر کو — خدا ہی سے ترا دار و مدار ہووے گا
اگر چھپائے کسی طرح سی تو اپنا کیا — پر ایک دن تو وہ سب آشکار ہووے گا
ہر اک حلال سی تیری حساب لیوینگے — ہر اک حرام کا تیرے شمار ہووے گا
تو اپنی کوچ کی کچھ فکر کر یہاں شیدا — کلام سعدی ترا یادگار ہووے گا

غزل سودا

اب تلک اشک کا طوفان نہوا تھا سو ہوا — تجھ سے ای دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا
خون دل چشم سی بہتا تھا مرے دامن تک — سو چ زن تا بہ گریبان نہوا تھا سو ہوا
جس نے دیکھی تری صورت کہا سبحان اللہ — قدرت حق سی نمایان نہوا تھا سو ہوا
قابل شانہ تری زلف ہوئی جس دن سے — کبھی یہ دل کہ پریشان نہوا تھا سو ہوا
خط کی خوبی ترے عارض پہ کہتی ہے کہ سو — رونق ملک سلیمان نہوا تھا سو ہوا
داغ تو عشق کا چمکے ہی مرے دل کے بیچ — مہر ذرے میں درخشان نہوا تھا سو ہوا
ابر مژگان تصدق سی ترے ای سودا — سبز و خرم جو بیابان نہوا تھا سو ہوا

غزل سکندر

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارا مارا — جس کے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا
کیا تجھے اور نہ تھا ہستی کو جنگل میں شکار — مرغ دل تو نے جو صیاد ہمارا مارا
رات تنہائی میں آیا تھا تصور تیرا — ذکر تیرا ہی کیا آہ کا نعرا مارا

ردیف ثای مثلثہ غزل حافظ

درد ما را نیست درمان الغیاث
ہجر ما را نیست پایان الغیاث
دین و دل بردند و قصد جان کنند
الغیاث از جور خوبان الغیاث
در بہای بوسۂ جانی طلب
میکنند این دلستانان الغیاث
خون ما خوردند این کافر دلان
ای مسلمانان چہ درمان الغیاث

ہمنے پھینکی تھی کلی اُسکی طرف لاے کی
اُسنے شوخی سے ہمین پھول ہزارا مارا

عشق بازی کے لیے ہمنے بچھائی چوسر
پانسا گرتے ہی گویا رنگ ہمارا مارا

خیر کیا چیز ہے مخمل سے اُٹھادون پل مین
کیا کہون کہہ نہیں سکتا ہین تمھارا مارا

ہیچ دنیا کے لیے کچھ نہ سکندر نے کیا
آپ کے روز جیا کس لیے دارا مارا

غزل طور

کبھی وہ سرو قد آیا تو ہوتا
کوئی دم گور پر سایا تو ہوتا

ید بیضا کو ہوتا داغ حسرت
حنا کا جور دکھلایا تو ہوتا

رُخ مصحف پہ مین قربان ہوا ہون
کوئی قرآن پڑھوایا تو ہوتا

گیا تنہا ترے کشتے کا لاشا
لحد تک اُسکو پہونچایا تو ہوتا

کھڑا ہون کب سے تیری زیر دیوار
تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا

غرور عاشقی ہے شور بلبل
ہماری طرح گل کھایا تو ہوتا

غش آتا طور کو موسےٰ کے مانند
رُخ پر نور دکھلایا تو ہوتا

غزل تبسم

جھمک دکھلا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا
ابھی نگہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا

ہزاروں ہیں صف مژگان تیر گھائل
تجھے تو ابرو کمان کی ادا نے لوٹ لیا

خدا کے واسطے کر رحم اے بت سیمین
تری تو روز کی جور و جفا نے لوٹ لیا

نگاہ شوخ نے کئی خان و مان کیے برباد
مجھی کبھی کا فر زلف دوتا نے لوٹ لیا

جہان میں جتنے ہیں عشاق بیوفائی سے
یہ عاشقون کو تو یار وفائی نے لوٹ لیا

نہیں ہے شکوہ رقیبون سے کچھ مجھے ہمدم
کہ دل لگاتے ہی اُس آشنائی نے لوٹ لیا

روان تھا قافلہ اشکون کا جو مری یارو
سو اُس تبسم غارت گر بانے لوٹ لیا

غزل اشفاق

دل مرا نور تجلی سے تو معمور ہوا
شعلہ جو آہ کا نکلا شرر طور ہوا

کیسا خوش رہتا تھا گلزار عدم میں آدم
آ کے ہستی میں غم و درد سے رنجور ہوا

کبر نا حق کے ہین از بسکہ جہان میں معمور
جو کہ پیدا ہوا عالم میں سو مغرور ہوا

سخن اقرب جو کہا حق نے بیان کیا کیجے
آپکو بھول گئے مین اُس سے بہت دور ہوا

دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو
جس سے یہ پارۂ گل جوہر پر نور ہوا

جو نکو حیثیت کہ ہم جواب مم سے اشفاق
وہی موسیٰ تھا وہی نور وہی طور ہوا

غزل درد

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نتھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نتھا

رات مجلس میں ترے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منھ کو جو دیکھا تو کہین نور نتھا

ذکر میرا ہی تو کرتا تھا صریحاً لیکن
مین نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نتھا

باوجودیکہ پر و بال نتھے آدم کے
وہان پہونچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نتھا

پرورش غم کی تری ہاے صنم کر دیکھا
کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور نہ تھا

محتسب آج تو میخانے مین تیری ہاتھون
دل تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا

درد کے ملنے سواے یار بُرا کیون مانا
اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

غزل افصح

پہلو سے میرے جبکہ جُدا یار ہو گیا
بیت الحزن مجھے در و دیوار ہو گیا

صبح و مسا خیال قد یار ہو گیا
ہر زلف و رخ سی مجھکو سروکار ہو گیا

زلف معنبرین کو ترے دیکھکر خجل
سنبل چمن مین مشک ختا تار ہو گیا

عشق بتان مین آبلۂ پا کے فیض سے
ہر خار دشت چشم زدن وار ہو گیا

ازبس ہوا تھا حسرت دیدار یار مین
پیدا اثر سے نرگس بیمار ہو گیا

پیاسا تھا یہ تون سی لہو کا ہر سو آج
سیراب خون سی خنجر خونخوار ہو گیا

سودای زلف یار مین وحشت ہوئی نصیب
یارب مین کس بلا مین گرفتار ہو گیا

آنکھون نے غرق بحر غیرت کیا مجھے
نا دیدہ جرم کا مین گنہگار ہو گیا

ہووے گذر جو کوچۂ جانان سی اے صبا
کہیو کہ ایسا کیون تو دل آزار ہو گیا

کل جسکو جا کے دیکھا تھا ظالم بحال نزع
تجھ پر نثار آج وہ بیمار ہو گیا

بوسہ لیا تھا اُس لب میگون کا رات کو
مین مست بادۂ لب میخوار ہو گیا

سینہ تو میرا ناوک مژگان سی چھن گیا
سر زیر تیغ ابرو خمدار ہو گیا

غزل حافظ رحمہ اللہ

غزل واحد علی

کرکے تنہا مجھے ای دوستو گلفام گیا
غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا

کیا اُسی خط مین لکھون کیا مین زبانی بولون
قاصدا ابتک نہ پھرا لیکے وہ پیغام گیا

وعدہ آنے کا کیا شب کو نہ آیا ہرگز
انتظاری مین تری صبح سی تا شام گیا

کب خوش آتا ہی مجھے باغ و بہار گلشن
گل تو سب خار ہوی جسکا گل اندام گیا

جسم لاغر کو مری دیکھکے کہتے ہین طبیب
زندگی اسکی کہان جسکا دل آرام گیا

مین نے دیکھا جون ہی وہ رشک قمر کوٹھی پر
مین دوبارہ وہین فی الفور لب بام گیا

نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام
رونا ان چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا

یاد کر واحد علی رب کو ملاویگا وہی
دام مین لیکے مجھے وہ بت خود کام گیا

غزل ججھو

دھویا جو گیا طرۂ مشکین ہے کسو کا
ہر قطرے سے شیشہ ہی حباب لب جو کا

سر مقصد کونین کے آگے نہ کرون خم
بل نکلے یہ تجھ سے تری زنجیر سے مو کا

شعلے کو ہون جون گرد مین کچھ دود [illegible]
یون سرخی پوشاک مین ہی تن وہ ججھو کا

ہر شعلہ دو دو جگر اُس لب کی مسی [illegible]
طوطی کی طرح طوق ہوا میرے گلو کا

بس نقش حصیر اس تن لاغر پہ ہی ججھو
درویش کا جامہ نہیں محتاج رفو کا

غزل حاجی رح

جو گھر سے نکلی تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسی کو ٹھوکر کسی کو جھڑکی کسی کو گالی نپٹ لڑاکا

یہ راہ چلنے میں چلبلاہٹ کہ دل کہیں ہے نظر کہیں ہے
کہاں کی اونچا کہاں کی نیچا خیال کس کو قدم کی چال کا

اڑا دو آنکھیں وہ بیحجابی کہ پھر پلک سے پلک ماری
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا

یہ چلبلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ
جو چہرہ دیکھا بلا سے پیٹھ اس نہ بند باندھا کبھو قبا کا

گلے لپٹتی ہیں یوں شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی
کہیں جو چمکا چمک کر کہیں لپکا تو پھر چھپاکا

نہ وہ سنبھالا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کے
جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو خیر کا پھر نہ آشنا کا

نظیر مچا پری سر کس جا بدلے صورت چھپا منھ کو
جو دیکھ لیوے گا وہ ستمگر تو یار ہوگا کبھی جھڑا کا

غزل مشہور

نہ ملتا گر خون سے دل مرا مشہور کیوں ہوتا
نہ دیکھا نرگس بیمار وہ رنجور کیوں ہوتا

خدا پیدا نہ کرتا جگ میں گر ذات محمد کو
تو موسیٰ کے تئیں معراج کوہ طور کیوں ہوتا

لکھا تھا طوق لعنت کا او پر دیکھا فرشتوں نے
اگر یہ جانتا شیطان تو وہ مغرور کیوں ہوتا

کیا دعوی انا الحق کا ہوا سردار عالم کا
اگر سولی پہ نہ چڑھتا تو وہ منصور کیوں ہوتا

غزل ایضا

دیکھنا جب تجھے کیا جان یہ گالی دینا
کس سے سیکھے ہو ہر اک آن یہ گالی دینا

اختلاط آپ سے اور مجھ سے کہاں کا ایسا
واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا

اب تو سنتا ہی ہیں چاہو سو پیارے کہہ لو
پر تمہیں ہووے گا نقصان یہ گالی دینا

آخر ش ہوگا جوان پھر تو کسے بھاویگا — چند روز اور ہے مہمان یہ گالی دینا
دیجیے دیجیے ہی عین سعادت میری — عاشقون پر تو ہے احسان یہ گالی دینا
تیری غصے سی جو انشا ہو خفا ناحق ہے — پر تجھے چاہیے نادان یہ گالی دینا

غزل مست

آج دلبر کو خواب مین دیکھا — نور حق کا حجاب مین دیکھا
خود فنا ہوکے ذات مین ملنا — یہ تماشا حباب مین دیکھا
آپ کو سوخت غیر کو لذت — یہ مزہ ہم کباب مین دیکھا
بیٹھکر سیر ملک کی کرنا — یہ تماشا کتاب مین دیکھا
ایک پیالے مین مست ہوجانا — یہ تماشا شراب مین دیکھا

غزل مصحفی

انگڑائی لیکر اپنا مجھ پر خمار ڈالا — کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
سب آسمان سی تارے آنکھین لگے لڑانے — نرگس کا جب گلی مین اس گل نے ہار ڈالا
قاتل کی تیغ ابرو اٹھتی ہی سوا دا سے — بجلی کے دم طمانچے مین اس پہ وار ڈالا
جب چل سکا نہ ہمسے یار گران ہتی — یہ بوجھ ہمنے سر سے آخر اتار ڈالا
اے مصحفی نہ آیا مین ان لگاوٹون مین — اسکی نگہ نے مجھ پر جادو ہزار ڈالا

غزل حسن

دل مرا سر الٰہی سے جو پُر نور ہوا
عشق احمدؐ سے مرا سینہ بھی معمور ہوا

پنجتن پاک کا ہی مجھکو وسیلہ بیشک
اُن کی الفت مین مرا درد و الم دور ہوا

چار یارون سی مرا کام بر آوی ہر دم
اُن کی یارون مین رہا جو وہی منظور ہوا

پیر میری ہین صحیح قطب دو عالم واللہ
اُن کی حلقے مین جو آیا وہی مسرور ہوا

روز محشر کا تجھی خوف نہین ای احمد
حامی تیری ہون وہان جنکا ہی مذکور ہوا

غزل رضا

ادا سے دیکھکر آنکھین چرانا
قیامت پر قیامت مسکرانا

ہمیشہ غیر کے گھر آپ جانا
بلائے سے یہان کا ہے نہ آنا

یہی حسرت رہی دل مین مری جان
کبھی تو نے کہا میرا نہ مانا

ڈرا کر آہ سے ہم دل جلون کے
کسی کا خوب نا ہر گز ستانا

روا کب ہی بھلا اے شمع محفل
مجھے پروانہ سان ہر شب ستانا

نصیحت مان لے کھینچے گا تکلیف
رضا بہتر نہین دل کا لگانا

غزل میر

جو اس شور سے میر روتا رہے گا
تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

مین وہ رونیوالا جہان سی چلا ہون
جسے ابر ہر سال روتا رہے گا

مجھی کام اکثر ہی رونے سے ناصح
تو کب تک مرے منھ کو دھوتا رہے گا

ردیف شین غزل نعمت اللہ

بس اے گریہ آنکھیں تری کیا نہیں ہیں	کہاں تک جہاں کو ڈبوتا رہے گا
مرے دل نے وہ نام پیدا کیا ہے	جرس کے بھی وہ ہوش کھوتا رہے گا
تو یون گالیاں غیر کو شوق سے دے	ہمیں کچھ کہے گا تو ہوتا رہے گا
بس اے میر مژگان سے پونچھ آنسوون کو	تو کب تک یہ موتی پروتا رہے گا

غزل منتظر

عمر بھر اُس پہ مین مرا ہی کیا	وہ مسیحا بھی دم دیا ہی کیا
عاشقی کے سوا بھی ہمنے اور	جو کیا کام سو بُرا ہی کیا
تھا وہ نا آشنا مزاج دے	آخرش ہمنے آشنا ہی کیا
گو بھلا یا بُرا ہو شعر اپنا	سُنکے یارون نے واہ وا ہی کیا
کر گئے قیس و کوہکن جو جو	ہمنے بھی اُس سے کچھ سوا ہی کیا
اک نہ اک اُسکی زلف دوری سے	پیچ دل پر مرے پڑا ہی کیا
شب فرقت مین منتظر ہر روز	شمع سان آہ دل جلا ہی کیا

غزل لالہ

آتا ہے خوابگاہ سے پیارا اُٹھا ہوا	جھکتا ہوا خمار سے اور سمٹتا ہوا
زلفون کے بال نیند سے بکھرے ہین سب	صندل جبین پہ رات کا کچھ کچھ مٹا ہوا
متوالی آنکھین نیند سے کچھ کچھ ڈھلی ہوئین	چیرا بسنتی سر کے اوپر لٹ پٹا ہوا

ردیف صاد غزل حافظ

اک رات کو میں آخر شب ہوکی بیقرار
چوروں کی طرح سے جو گیا کانپتا ہوا

دیکھوں تو سب رقیب پڑے ہیں ادھر اُدھر
جانی کے مُنھ پہ شال کا پردا پڑا ہوا

لب سی ہے لب ملا تو اُٹھانے لگا تُو لے
اتنے میں آنکھیں کھُل گئیں اور ہی مزا ہوا

میں نے کہا کہ جانی یہ لالہ غلام ہے
اک بوسہ گر چھپا کے لیا تو یہ کیا ہوا

غزل آصف

آج جبتک ہی پہلو میں وہ دلدار نہ تھا
آہ بھرنا یہ مرا خالی از اسرار نہ تھا

رات کیا بات تھی بتلا تو مجھے ای ظالم
ایسا اقرار بھی کرنا تجھے درکار نہ تھا

کر کے وہ تیغ زنی مجھ پہ ہوا چیں بجبیں
یعنی وہ قتل کے کرنے کا سزاوار نہ تھا

کل جو دیکھا تو ہی بستر پہ وہ بیمار پڑا
آج بستر ہے فقط اور وہ بیمار نہ تھا

اُسکے جانے سی تجھے موت نہ آئی آصف
ایسی رسوائی کا جینا تجھے درکار نہ تھا

غزل شہامت

عرش ہی بیت الحرم کو زاہد ناداں کا
خانۂ اللہ ہی دل حضرت انسان کا

حق سی جب خالی ہو دل تب غالباً آدمی نفس شوم
بوم ہو جاتا ہی وارث خانۂ ویران کا

حُبِ دنیا ہی طمع کا دام ہی چاروں طرف
صاف اڑ جانا وہاں سی کام ہی اوسان کا

قالب خاکی کا خواہاں کوئی نہ دیکھا بعد مرگ
قرب ہی اس گھر کے اندر اور ہی مہمان کا

تجھکو مشکل ہی شہامت ایک مصرع تھا مگر
احمد مختار خود ناظم ہے اس دیوان کا

غزل خلیق

اشک جو چشم خون فشان سے گرا
ٹوٹا ستارا اک آسمان سے گرا

اُس پہ جل بل کے گل کباب ہوا
رات بلبل جو آشیان سے گرا

شیشۂ دل تو چور ہو جاتا
کوئی پتھر نہ آسمان سے گرا

مین نے آنکھون سے لے لیا اُسکو
پھول جو دست باغبان سے گرا

ہنس دیا یار نے مین رات خلیق
کھا کے ٹھوکر جو آستان سے گرا

غزل امید

ہزار شکر کہ خط صبح یار کا پہونچا
اُسی کے ہاتھ سے دار و مدار کا پہونچا

دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہونچا
گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہونچا

اُگے یقین ہے وہان سے ہزار لالہ و گل
قدم جہان پہ مرے گلعذار کا پہونچا

کہو اُسکو رنگ حنا خاص مت شمار کرو
ہے فیض عام سے رنگین نگار کا پہونچا

ہماری دیکھ کے اس مرغ دل کو اے صیاد
خیال کیا ترے جی مین شکار کا پہونچا

جہان کو مست کیا اک نگاہ نے تیری
ادھر بھی دیکھ کہ عالم خمار کا پہونچا

امید یہی طبیعت تو باغ باغ ہوئی
پیام جبکہ بت گلعذار کا پہونچا

غزل شاہ ظفر

کشتہ ہون کسکی طرۂ عنبر شمیم کا
خوشبو ہے میری خاک سے دامن نسیم کا

گلشن ہو خلد کا کہ چمن کا نعیم کا — کیا دل لگے ہی تیری گلی کے مقیم کا

دولت سی عشق کی مرا ہر قطرہ سرشک — تکمہ ہے میری جیب مین دُرِّ یتیم کا

دکھلائین سوزش دل بیتاب ہم اگر — کانپ اُٹھے شعلہ شوق سے نار جحیم کا

آتی ہین یاد ہجر کی ہمکو اذیتین — واعظ سے ذکر سُنکے عذاب الیم کا

آنکھون مین اپنی نور اسی سی ہی اے ظفر — یہ مردمک ہی سایہ محمدؐ کے میم کا

غزل قاسم

سمجھے وہی انداز مرے طرز سخن کا — نالہ ہو سُنا جس نے کبھی مرغ چمن کا

اُس غیرت خورشید نے مارا مجھے ازبس — جون خط شعاعی ہی ہر اک تار کفن کا

ملبوس کا پابند نہین ہے کبھی عاشق — مجنون کو کیا فکر ہے عریانی تن کا

کُندن کو بھی دیکھا تو وہان لگ نہین سکتا — اللہ ری مطبوع ترا رنگ بدن کا

ہی سیوتی کی پھول سی یہ سادگی تیری — کیا قہر ہی عالم ترے جیسا ختن کا

بکھری ہین زلفین رخ ہی اس چاند سی منھ پر — قاسم کو دکھائی ہین سمان چاند گہن کا

غزل شرر

میٹھی نگہ کی چاٹ پہ دل ہی لگا ہوا — ہی ان رسیلی آنکھون مین شربت گھلا ہوا

آنکھونکی طرح داغ کھلے ہین یہان ہزار — کلیجا ہو تو دکھاؤن مین سینہ جلا ہوا

قاتل کو میری قتل سے آیا نہ انفعال — کچھ خون کر کے اور بھی وہ پھنپھنا ہوا

یاد آگیا جو شام کو اُس مہ کا خط سبز
واشد ہوئی نہ اُسکو نسیم بہار سے

شعر و سخن سے کیا کھلین عقدے نفاق کے
ٹھہرا نہ آکے قلزم فانی مین ایک آن

دم ڈالا نقد جان شرر نے بقول میر
سینے کا داغ از سر نو پھر ہرا ہوا

جون غنچہ ساری عمر رہا دل رُکا ہوا
مضمون ہے رقیب سے اُسکا گھٹا ہوا

مثل حباب دم مین مزاجی فنا ہوا
شکر خدا کہ حق محبت ادا ہوا

غزل سودا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نجائیگا
جون اشک پھر زمین سے اُٹھایا نجائیگا

رخصت دی باغبان نے ذرا دیکھ لین چمن
جاتی ہین ان جہان سے پھر آیا نجائیگا

تیغ جفا سے یار سے دل سر نہ کھینچیو
پھر منھ وفا کا تجھ سے دکھایا نجائیگا

زاہد گلے سے مستون کے باز آئیگا نہین
تا میکدے مین لا کے جھکایا نجائیگا

آویگا اس چمن مین وہ یار جب تلک
پانی گلون کے منھ سے چوایا نجائیگا

آنے سے فوج خط کے نہو دل کی مخلصی
باندھا ہے زلف کا یہ چھڑایا نجائیگا

پہونچین گے اس چمن مین ہم داد کو کبھی
جون گل یہ چاک جیب سلایا نجائیگا

کعبے کو ڈھا تو تجھ نگرائے شیخ بت شکن
دل برہمن کا ہے کہ بنایا نجائیگا

عمامے کو اُتار کے پڑھیو نماز شیخ
سجدے سے درد سر کو اُٹھایا نجائیگا

داماں و داغ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا
عالم کے دل سے داغ دھلایا نجائیگا

ظالم نہ مین کہا تھا کہ اس کوچے در گذر | سودا کا قتل ہے یہ چھپایا نہ جائیگا

غزل عاجز

سجن کا آنا
بہار گلشن
سجن کی انکھین
سدا ہین کیفی
تری کمر کو
وہم سا سمجھا
سخن وروں مین
مین ہون سخنور
مری رباعی
ہی ربع مسکون

سجن کا جانا
نپٹ قیامت
سجن کی پلکین
سدا ہین برچھی
ترے دہن کو
عدم کو دیکھا
قلندروں مین
مین ہون قلندر
مرا مخمس
ہے غم کا پنجہ

سجن کا رونا
غضب خدا کا
سجن کی زلفین
سدا ہین خونی
ترے لبون کو
عقیق پایا
مدبروں مین
مین ہون سیانا
مرا مخلص
ہی زور عاجز

سجن کا ہنسنا
کلی کا کھلنا
سجن کی باتین
سدا ہین برچھا
ترے سخن کو
مین خوب سمجھا
جنونیوں مین
مین ہون دوانا
خیال میرا
ہی نقش دریا

غزل یقینی

جس دن کہ تیری ملنے کا کلہ و پیام تھا | غنچہ پہ ہنسنا گل پہ مہکنا حرام تھا
قمری درخت سرو پہ گاتی تھی یہ سرود | آتا وہ سرو ہے کہ تو جس کا غلام تھا
نرگس بھی آنکھ کھولے کھڑی تھی بانتظار | لالہ بھی ہاتھ پر دھرے اک می کا جام تھا

سوسن سے یاسمن تھی کھڑی پل کے اسطرح — پھر رشک جنکے دیکھے سی ہر صبح و شام تھا
گلشن مین باغبان کا تقی جابجا غرض — شمشاد اور سرو پہ کل اہتمام تھا

غزل نثار

اسکے قدموں سے لگی رہتی ہی دن رات حنا — خوب دنیا مین بسر کرتی ہی اوقات حنا
دسترس ہمکو نہین جنکے قدم تک پہونچین — تو ڑی ہاتھو نہین کہتی تری کیا بات حنا
عرض کیجو تو ہماری بھی قدم بوسی تک — اسکے قدموں سے لگے اب جیے کسی رات حنا
تو بھی اسطرح لگے گا مری چھاتی سے کبھی — شوخ جس طرح سی لگتی ہی تری بات حنا
ہم تو مایوس ہی اسکی قدمبوسی سے — جا کی قدموں سے لگی یار کے ہیہات حنا
غنذقین یار کے مشاطہ لگاتی ہین نثار — گل منہدی یہ نہ لاوے کبھی آفات حنا

غزل نظیر

کیا جو یار نے ہمسے پیام رخصت کا — تو دم نکل گیا سنتے ہی نام رخصت کا
مثال شمع کے جبتک پٹک پڑے آنسو — سنا جو شوخ کے منھ سی کلام رخصت کا
چلا ہوں یار کی مجلس سے اٹھ کی اے ساقی — مجھے پلا دے تو اب ایک جام رخصت کا
میان جو شکل صنم کی تھی سو تو سب دیکھی — امیدوار ہے اب یہ غلام رخصت کا
تم اپنے ظلم سے ہرگز نہ باز آؤگے — چلا نظیر سے تجھے سلام رخصت کا

غزل علی

کہو بلبل سے لیجاوے چمن سے آشیان اپنا
اٹھا کر لیچلی بلبل چمن سے آشیان اپنا
ہوئی جب باغ سے رخصت کہا رو رو کے یا قسمت
ارے صیاد یون چاہے تو جی در جان ہے حاضر
ہوا جلتا ہے جی اس بلبل بیکس کی نوبت پر
چلی جب باغ سے بلبل لٹا کر خان و مان اپنا
نہ توڑی گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا
یہ حسرت رہگئی کس کس مزے سے زندگی کٹتی
الم کر اسقدر روئی کہ رسوا ہوگئی بلبل
مگر دل سے پتا رکھتا علی گوہر سے پیارے کو

پڑھے گر صد ہزار افسون نہ ہوگا باغبان اپنا
کہا گل سے کہ لے یہ بیوفا تجھسے مکان اپنا
لکھا تھا یون کہ فصل گل مین چھوٹے آشیان اپنا
ولیکن طوق قمری کی طرح کرنے نشان اپنا
کہ گل کے آسرے پر یون لٹایا خان و مان اپنا
نہ چھوڑا ہائے بلبل نے چمن مین کچھ نشان اپنا
چمن مین کسطرح توڑے بنایا خان و مان اپنا
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا
ڈبویا ہائے آنکھون نے تمامی خان و مان اپنا
وہ حکم شاہی رکھتا تھا ولی تھا مہربان اپنا

غزل سودا

باطل ہے ہمسے دعوی شاعر کو ہمسری کا
آئینہ خانے مین وہ جسوقت آن بیٹھے
جز شوق دل نہ پہونچون ہرگز کبھی جانان
طالب ہین سیم و زر کے خوبان ہند جانان

دیوان ہے ہمارا کیسہ جواہری کا
پھر جس طرف کو دیکھا جلوہ ہے وان پری کا
اے خضر کب ہون تیری محتاج رہبری کا
احوال کون سمجھے عاشق کی بے سری کا

غزل قیس

غزل سعدی

جا کے گلزار سے صیاد پھر آیا اُلٹا / کیا نصیبہ ہے ترا بلبل شیدا اُلٹا

تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس / یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہیں سیدھا اُلٹا

گالیاں دیتے ہیں اور آپ ہی خفا ہوتے ہیں / غیر سے جا کے مرا کرتے ہیں شکوا اُلٹا

نام اُسنے جو سُنا عشق کی بیماری کا / میرے در پر سے پھرا آ کے مسیحا اُلٹا

یاد آیا جو مجھے کوے صنم حشر کے دن / در فردوس تلک جا کے پھر آیا اُلٹا

یاد کرنے سے مرا یار خفا ہوتا ہے / رحم کی جا اُسے آجاتا ہے غصا اُلٹا

قیس کی طرح سے ہو جاتی ہزاروں مجنون / پردہ محمل کا جو رکھتی کبھی لیلا اُلٹا

غزل سودا

دل کی نگر میں عشق کا اب تھانہ ہو گیا / آباد اُسکے آنے سے ویرانہ ہو گیا

شاید تمھاری زلف کی پہونچی تھی اُسکو بو / جو اندنوں میں دل مرا دیوانہ ہو گیا

آنکھوں نے میری سیکھ لی مینا کی خاصیت / دریا میں اشک جو گرا دُردانہ ہو گیا

بہتر کہ اُسکے ہاتھ سے قاتل ہوا ہوں میں / ایسا ہوا ہوں چاک کہ اب شانہ ہو گیا

سودا سنبھال دیکھ کر اب خوف حشر کا / لبریز تیری عمر کا پیمانہ ہو گیا

غزل خلیق

کوچہ جانان ہمارا اب تو مسکن ہو گیا / خار دشت اس رہگذر کا فرش گلشن ہو گیا

دست لیلی غم کے ہاتھوں سے ہوا نشتر زدہ / قیس کا وادی میں خون سے سرخ دامن ہو گیا

کل تو تھی اس مین محبت اور ملنساری کی بو	کس نے بہکایا جو ایسا آج دشمن ہو گیا
وصل کی شب ہوئی معشوق کی اتنک بے نصیب	کاوش غم سے نہایت مجھکو شیون ہو گیا
کس کی گلگشت چمن ہے ان دنون مین اے غلو	رشک سے جیسے گلون کا چاک دامن ہو گیا

غزل سراج

قد ترا سرو روان تھا مجھے معلوم نہ تھا	گلشن دل مین عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
دھوپ مین غم کی نپٹ جی کو جلایا افسوس	پیو کے سایے مین امان تھا مجھے معلوم نہ تھا
خاک تیری قدم پاک کی اے نور مبین	سرمۂ دیدۂ جان تھا مجھے معلوم نہ تھا
شب ہجران کی اندھیری سے تنگ آیا تھا	رخ ترا نور فشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
یار نے ابرو و مژگان سے مجھے صید کیا	اس کنے تیر و کمان تھا مجھے معلوم نہ تھا
سب جگت ڈھونڈ پھرا پیو کو نہ پایا ہرگز	دل کے گوشے مین مکان تھا مجھے معلوم نہ تھا
روزہ داران جدائی کو خم ابروی یار	ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا
مین یہ سمجھا تھا کہ اس یار کا ہی نام و نشان	یار بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج	کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم نہ تھا

غزل جہانگیر شاہزادہ

گر یار نہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا	معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا
ہم عشق کے بندے ہین ہے سب سے نہین واقف	گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

خود بزم نشین شد
خود گشت صراحی و می و ساغر و ساقی
خود مست و روان شد
خود بر سر آن کوزه خریدار بر آمد
خود در سبو کش
خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه
با طور روان شد
موسیٰ شده جویندهٔ انوار بر آمد
از بهر طهارت
نوحی شده در بطن سمک رفت بدریا

جب دے دیو دل میں کیا عشق مزہ دیوے
کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا
اس عشق کی آتش سے جلتے ہیں سبھی عاشق
گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا
جہانگیر سا شہزادہ تھا عشق سے وہ غافل
آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل تراب شیدا

ڈوب کر دل میں مری تیر کا پیکان رہا
او کماندار ترا مجھ پہ یہ احسان رہا
نہ کسی دوست نے پوچھا نہ کسی دشمن نے
مدتوں شہر میں اپنا یہی سامان رہا
ای جنون ہاتھ سے تیرے تری صدقے جاؤن
کوئی باقی نہ مرا تار گریبان رہا
بستر خاک ہے اور پیرہن ہے عریانی
بے رفو بس ہو مرا چاک گریبان رہا
آفرین ہے تری ہمت کو تراب شیدا
عشق کافر کا کیا آپ مسلمان رہا

غزل سلیمی

ہے کون جو ہمسر ہو تری جلوہ گری کا
ٹھہرا تو ہے غلمان کا چہرہ ہے پری کا
ای حضرت عشق ہمنے کبھی دل اپنا گنوا کے
دیکھا نہ اثر کچھ کبھی اس آہ سحری کا
دعوے نکرو لعل لبوں پر اجی اپنے
یہ فیض ہے سب میری ہی خون جگری کا
پھر ذرہ خاک اسکی گلی کا بھی ہرا کدم
حسرت سے مزاحم ہے مری رہگذری کا
ہون شیفتہ واللہ میں اک عمر سے اپنی
اس شوخ پری وش کی کلاہ تتری کا
اس کاکل مشکین کی لپٹ میں شب تاریک
تارا سا چمکتا ہے وہ موباف زری کا

خود رند ... عیان شد
نی نی که همین بود که می گفت انا الحق
در صورت منصور
منصور شد آن بود که بردار بر آمد
نادان بگمان شد

غزل سوز

عشق تھا کیا شی کہ جس سے دل لٹکتا ہی رہا
خار سا سینے مین میری کچھ کھٹکتا ہی رہا

رات جب غصہ ہو میرے پاس سے اُٹھ کر چلا
مین نہ چھوڑا اُسکا دامن وہ جھٹکتا ہی رہا

بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا
کان کا موتی تلک تیری لٹکتا ہی رہا

کون سی تھی وہ جدائی کی گھڑی جو عمر بھر
آرزوی وصل مین یہ دل بھٹکتا ہی رہا

جسکو محفل سے نکالا وہ بامید طلب
ہر قدم پر راہ چلنے مین ٹھٹکتا ہی رہا

کیا بقول سوز الفت کی خلش کہیے کہ ہون
خار سا سینے مین میری کچھ کھٹکتا ہی رہا

غزل حیدری

وہ چاند سا مکھڑا نام خدا وہ رنگ سنہرا صل علے
وہ گول بدن سانچے مین ڈھلا وہ چلنا تیرا صل علے

وہ گھونگر والے بال سیہ وہ زلفین اُسکی مین گرہ
وہ سحر تبسم چشم و نگر وہ دیدہ چوڑا صل علے

تھی غنچہ دہن یون ہنسی کی پھڑی جیسی مین شیشا ٹوٹی
تھی دانت کہ جون موتی کی لڑی ہیرا سا چمکا صل علے

وہ ابھری ابھری سخت چھپین جو دیکھے انکو ہاتھ ملے
وہ ہیٹھی گوری شکم ہین وہ ناف کا نقشہ صل علے

گوہر تن سے ہو جا وہ زبان تو بھی تجھ سی اُسکا بیان
اے حیدری وہ محبوب جہان وہ دلبر رعنا صل علے

غزل قطب

شب کو محفل مین مری پاس جو آیا بیڑا
مین نے پوچھا کہ صنم کس نے منگایا بیڑا

وہ لگے کہنے کہ ہم اس پہ پڑھا ہی مین نے
ہمنے شک کے لیے اُس وقت نہ کھایا بیڑا

در حضرت شاہی
کسی نیست کہ تقریر کند حال گدا را

مخمس صاحب

دی چون شدم بکعبہ و دین از برای تو
بود نہ شیخ و برہمن اندر دعای تو
زنار و سبحہ دست دعا و ثنای تو
عالم پرست از تو و خالیست جای تو

اپنے ہمن ہنس کے لیے آکے مقابل ہیرے
ہاتھ سے اپنے مری منھ مین کھلایا بیڑا
مین بندھوا ہون ترا اسکے کہا غم مت کر
قتل پر کس کے بھلا جان اٹھایا بیڑا
یہ غزل تیری قطب جس نے سنی اسنے کہا
خوب کیا خوب ہی کیا خوب بنایا بیڑا

ردیف با غزل سودا

کھولی گرہ جو غنچے کی تونے تو کیا عجب
یہ دل کھلے جو تجھ سے تو ہوا ای صبا عجب
گل داد عندلیب کو پہونچا تو کیا ہوا
فریاد کو مری بھی تو پہونچا ترا عجب
اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
تم بھی تو کوئی ہو مری نا آشنا عجب
بیگانہ وار آکے نہ پوچھا کبھی ہمین
تو بھی تو کیسا ہی مری جان آشنا عجب
کی سیر ملک ملک کی سودا نے پر ہے
ای شیخ میکدے کی ہی آب و ہوا عجب

غزل فغان

پردۂ غفلت کو جب تجھ پاس سے آتا ہی خواب
دیکھ میری چشم تر کو رو کے پھر جاتا ہی خواب
خار مژگان کے مری جب سے ہوی ہین پاسبان
گرد آنکھون کے مری آنے نہین پاتا ہی خواب
رات سنکر آہ کا نالہ مرے دلدار نے
یون کہا کیون اسکی آنکھون مین نہین آتا ہی خواب
کوئی جاکے کہے میری طرف سے اس سے یون
کیا ہوا ایسا کہ تجھکو جو نہین آتا ہی خواب
پڑھ کے یہ مصرع فغان کا اسنے قاصد سے کہا
یہ وہ آنکھین ہین کہ جنکو دیکھ اڑ جاتا ہی خواب

غزل سودا

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب | راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب
سانس ٹھنڈی کسی مایوس کی ہے ورنہ نسیم | کر سکے ہے تری کوچے سے گزر آخر شب
مژدۂ وصل ترا یار مجھے یوں پہونچا | جوں مہ عید کی صائم کو خبر آخر شب
روکوں نالے کو نہ لب تک تو کروں کیا اے دل | شام تاثیر ہے اس میں ہے اثر آخر شب
انتہا عیش جہاں کی جو تو دیکھا چاہے | بزم مستاں پہ نظر غور سے کر آخر شب
صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا | کچھ ڈھلا جلوے سے آیا ہے نظر آخر شب

غزل سوز

ہماری پاس کبھی گاہے نہ گاہے آئیے صاحب | نہیں کچھ راہ ملنے کی مجھے بتلائیے صاحب
کسی کے لینے دینے میں نہیں کونے میں میں بیٹھو | تمہارا غم ستاتا ہے اسے سمجھائیے صاحب
پڑا ہے کبھی دل کے پیچھے سو تو اسکو لیجئے اب کیا | اگر یہ جان بھی درکار ہے لیجائیے صاحب
چلی اب جان بھی للہ اکبر ہم ہوئے رخصت | تمہارا کام پورا ہو چکا اب جائیے صاحب
قیامت تک رہیگی کہنی سننے کو وفا تیری | کھڑی رہ کا بھلا اس سوز کو گڑوائیے صاحب

غزل تاباں

مت کر فغاں تو باغ میں ہر بار عندلیب | صیاد ہو مبادا خبردار عندلیب
سیر چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھ | تو کس بلا میں ہیگی گرفتار عندلیب
آتا ہے رحم مجھکو کہ گلچین کے ہاتھ سے | تو کھینچتی ہے سخت یہ آزار عندلیب

تنہا تو ہی خراب نہیں گلرخون کے ہاتھ | تا بان بھی اسطرح ہی حسن خوار عندلیب

غزل نور

کہے ہی تو تو کسی کو صنم عجیب و غریب | وے ہی تو بھی خدا کی قسم عجیب و غریب
ہلال عید مین ہی خم یہ غیرت خورشید | یہ تیغ ہی تری ابرو کا خم عجیب و غریب
جفای چشم مین ہو جسکو مہربانی عین | سمجھتے اسم اسی کا ہین ہم عجیب و غریب
بیاض کیون نہ جلی میری سرو نالے سے | ہین نور سوز کرون ہون رقم عجیب و غریب

غزل عزم

دربان نے وان تو بندر کھی بیٹ تمام شب | یان سر تھا اور تھی تری چوکھٹ تمام شب
خانہ خراب جیسی ہی زلفون مین تیری دل | روح اپنی گھٹ سے رہتی ہی پرگھٹ تمام شب
چھاتی پہ مثل مار سیہ لوٹتی رہی | اُس زلف عنبرین کی ہر اک لٹ تمام شب
محفل مین ڈر کے ضبط ہی ساقی کی روبرو | آنسو پیا کیا جو مین غٹ غٹ تمام شب
قطرے کبھی یا تھے ریزۂ الماس جس سے آہ | لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب
لگنے دیا گلی نہ مجھے عزم وصل مین | بہلایا یون ہی اُس نے کہا ہٹ تمام شب

غزل سراج

تجھ مکھ کو دیکھ جب سے کہ رسوا ہوا گلاب | ہی بیقرار تب سے ہر اک جا بجا گلاب
ہر باغبان چمن سے یہ گلدستہ باندھ کر | لاتا ہی دست بستہ تری یان سدا گلاب

غزل سعدی علیہ الرحمۃ

بلبل ہے بسکہ شیفتۂ حسن گلرخان — کرتا ہے چاک غم سے جو اپنی قبا گلاب
کیون پائمال آفت باد خزان نہو — مجھ تک چمن مین آ کے ہوا خودنما گلاب
سردی سی آب اشک کے اور باد آہ کے — داغون سے غم کے گلشن دل مین کھلا گلاب
مجھکو ہی وصل گل کی فقط آرزو نہین — ہی دل مین عندلیب کے نت مدعا گلاب
سن رنگ و بوی شعر مرا رشک سے سراج — پژمردہ ہو چمن سی ہوا ہی جدا گلاب

غزل سراج

یا الٰہی منتظر ہون ہی کہان وہ آفتاب — کون دن ہوگا کہ جبدن یہ جاویگا حجاب
ہی بجا گر درس چاہون عشق کے استاد سے — ہی کتابی چہرۂ جانان گلستان کی کتاب
عشق کے میدان مین جب سے ہوا ثابت قدم — دل نے میری تب سے پایا شیر قالی کا خطاب
بیوفائی چھوڑ دے اور سن تو میری بات کو — مہربانی کر ستم مت کر تو اے عالی جناب
زلف تیری ناگ کالی ہی کی ہر جی کا کا — لہر جسکے زہر سے مجھکو چڑھی ہی بے حساب
خوشنما ہی ناک مین اسکی عجائب وہ بلاق — حلقہ در گوش اس نجابت سے ہوا گو خوش آب
اے سجن جلتا ہون تجھ غم کی اگن سے جون سراج — تجھ برہ مین غم ہے آتش تن انگیٹھی دل کباب

غزل سراج

یا الٰہی گر نظر آوے مرا محبوب خوب — ہوش کے لشکر کو وہ اکر کرے مغلوب خوب
بلبل گلشن غزل خوان ہے فراق گل مین یہ — گر ملین آپس مین دونون طالب و مطلوب خوب

مخمس

آرۂ غم گر چلے سر پر مثالِ زکریا
یار کے جور و جفا پر صبر جیون ایوب خوب

آزمایا ہے کہ دردِ سر ہے فکرِ دنیوی
سب سے بے پروا ہوا ہے عالمِ مجذوب خوب

دل کے بیمار کو میکل کر رکھے ہین بر مین ہے
جدولِ زخمِ جفا سے ہے اسی اسلوب خوب

سبزۂ خط خوشنما گردن کی ہے یون آس پاس
جیسے طرح جو کے کناری پر لگی ہے دوب خوب

یوسفِ مصری کب آویگا مری پاس اے سراج
از سرِ نو ہووے نورِ دیدۂ یعقوب خوب

غزل فاضل

اُس خوبرو کے آگے اگر آئے آفتاب
خجلت سے پھر زمین مین سما جائے آفتاب

گر وقت شام اُس مہِ تابان کو دیکھ لے
تا صبح پیچ و تاب پڑا کھائے آفتاب

اُس شمع رو کے روبرو کب تاب لا سکے
ننوننو طرح سے بن کے اگر آئے آفتاب

کب سرخ رو ہو روبرو اُس سرخ رنگ کے
رنگِ شفق ہزار بنا لائے آفتاب

اُس مہ جبین کے جلوۂ پُرنور کو اگر
ذرہ بھی کچھ دیکھ لیوے تو گھبرائے آفتاب

فاضل تو اُسکی آتشِ ہجران مین جل بجھا
ڈرتا ہون اس طرح سے نہ جل جائے آفتاب

غزل سوز

یارو مت رو رو کے چھڑکو میرے منھ پر تم گلاب
آگ سی ہے آگ دل مین ہو رہا ہے جی کباب

دم کو مین سادھے ہون ابتک آن تو ٹھہرو ذری
گر بلانا ہے اُسی کو تو بلا لاؤ شتاب

یہ کہو میری طرف سے جا کے اُس بے رحم کو
ابتو کچھ باقی نہین ہے جان مین کب تک عتاب

انتخاب الاشعار

جان بلب ہون تیری آنیکا اب ہی انتظار
آنکھین نپتھرا گئین تجھ سنگ دل کی دیکھتیان
اُس سے کہدو سوز مرتا ہی تو جاتا ہی کہان

تجھکو آنا ہی تو جلدی آکہ چھٹ جاؤن شتاب
سب خرابی انکی ان آنکھون کا ہونا خراب
اور سب کاموں سی اُسکا گاڑنا ہی گا ثواب

غزل سراج

اے سجن تجھ برہ مین ہون بیتاب
آتش غم سے دل ہوا ہے کباب
دل کو تجھ غم مین بیقراری ہے
جیسے مضطر ہو آگ پر سیماب
تاب دیدار نہ رہا مجھکو
تاب دکھلا گیا ہی مجھ سے تاب
گرمی غم سے ہوش جاتا ہے
اپنے مکھ کے عرق سے ڈال گلاب
ماہ تو گرچہ ہے یہ وقت ہلال
بیت ابرو کا بھی دیا ہے جواب
غم کی فہرست سی لکھا ہی سراج
فرد دامن پہ سب جنون کا حساب

غزل سودا

گرچہ ہون نیر فلک نالۂ شبگیر نصیب
پر اسے کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب
جبتک اُسکو ہی تری زلف گرہ گیر سے کام
کسقدر یہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب
ٹوٹے دل کو نہ بناتے ہین کسی کو دیکھا
ظاہرا دیر مین یہ گھر نہین تعمیر نصیب
جرم گو غیر کری تو بھی معاتب ہون مین
بیگنہ مجھ سا کوئی دیکھا ہی تعزیر نصیب
کوئی تو کشتۂ ابرو ہی کوئی مژگان کا
تیغ قسمت مین کسی کی ہی کوئی تیر نصیب

رباعی

فردیات

کیمیا خاک در شاہ نجف ہی سودا | حق تعالی کری ہر طرح سی اکسیر نصیب

ردیف پای فارسی غزل انشا

پھرا جو آنکھ مین اُس زلف عنبرین کا سانپ | کہ موج اشک ہوا ہی آستین کا سانپ

کھجوری چوٹی کیس کی تھی جسکے دھوکے مین | جگر کو سونگھ گیا شوخ یاسمین کا سانپ

لٹ اُسکے بالونکی غصے مین ٹک جبین پہ دیکھ | نہ ایسا ہوئیگا صحرائے ملک چین کا سانپ

مگر وہ زلف مددگار چشم تھی کہ مرا | ڈسی ہی دل نگہ سحر آفرین کا سانپ

عمامہ والونسے ای دل تو بچ کے نکلا کر | کہ ہی یہ شملۂ زہاد راہ دین کا سانپ

شب فراق تو تھی ایک اژدہا تمثال | کہ تھا خیال مین اُس جعد عنبرین کا سانپ

صباح کیفچۂ زرین آفتاب کو دیکھ | کہا کہ ہین یہ کہ کافر نہین زمین کا سانپ

نگل ہی لینے کو نکلا ہی غار مشرق سے | وہ پھن نکالی ہوئی چرخ چارمین کا سانپ

عصای حضرت موسیٰ ہوا ہی ای انشا | کبھی نہین جو کری قصد میری کین کا سانپ

ردیف تا غزل سودا

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست | پوجون ہون مین اُسی کو جو ہوا آشنا پرست

اس دور مین گئی ہی مروت کی آنکھ پھوٹ | معدوم ہی جہان مین چشم حیا پرست

دیکھا ہی جب سے رنگ کفک تیری پانون مین | آتش کو چھوڑ گبر ہوے ہین حنا پرست

چاہے کہ عکس دوست رہی تجھ مین جلوہ گر | آئینہ وار دل کو رکھ اپنے صفا پرست

علاج درد سر ...

خاقان کہ در دولت و دریا ...

آوارگی سے خوش ہون مین اتنا کہ ابر گرد	ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست
سودا اسی شخص کے تئین آزردہ کیجیے	اے خود پرست حیف نہین تو وفا پرست

غزل رضا

ہے نپٹ وہ بیوفا کسکا ہے دوست	ہاے وہ نا آشنا کسکا ہے دوست
کس سے تونے کی وفا مین درکنار	ہان بھلا تو ہی بتا کسکا ہے دوست
دوست دل سا اپنا دشمن ہو گیا	کوئی دنیا مین بھلا کسکا ہے دوست
دوستو اس سے توقع مت رکھو	مجھ سے یون وہ پھر گیا کسکا ہے دوست
دوست اپنا تو اسے مت جانیو	وہ ستمگر اے رضا کسکا ہے دوست

غزل سراج

ادا ہے دل فریب سرو قامت	قیامت ہے قیامت ہے قیامت
شہید خنجر الفت ہوا ہون	سلامت ہے سلامت ہے سلامت
نکر تا جی کو قربان تجھ قدم پر	ندامت ہے ندامت ہے ندامت
جماعت مین پری رویونکی تجھ کو	امامت ہے امامت ہے امامت
سراج اب عشق کی درپن کا صیقل	ملامت ہے ملامت ہے ملامت

غزل میر

وصل دلبر نہ تک ہوا قسمت	مرچلے ہجر مین کبھی یا قسمت

ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی	ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت
شیخ جنت تجھے مجھے دیدار	وان بھی ہر اک کی ہی جدا قسمت
پھول چین ہاتھوں سے سبھو نکو دیے	زخم تیغ آن سے اپنی تھا قسمت
کیا ازل مین ہلایا لوگون کو	تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

غزل مسافر

ہائے کس سے کہون مین دل کی بات	روتے روتے کٹی ہی ساری رات
پر نہ آیا تجھے ذرا سا رحم	سن کے احوال کو مرے ہیہات
تجھ سے گالی و جھڑکیان کھائین	الغرض یے گیا بسر اوقات
کیا بھلا ہو گیا ترے دل کا	چھوڑ دی ہمسے تونے رمز و نکات
نہ کبھی خط نہ گاہ پیغامے	کب تلک اس طرح ہماری سات
ابتو آ مجھ طرف ارے قاتل	جان جاتی ہی وقت ہی سکرات
ہر دو عالم سے کچھ نہین مطلب	بس مسافر کو ایک تیری ذات

غزل سودا

نگاہ سطر ابرو یار بسم اللہ کی صورت	قد رعنا سراپا ہی الف اللہ کی صورت
زلف واللیل رخ والفجر نرگس چشمہ کوثر	نمایان ہی سواد خط کلام اللہ کی صورت
زلیخا کی طرح کر ورد دل مین سورہ یوسف	جو تجھکو چاہ سی آ کر ملے دلخواہ کی صورت

در شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ

تاریخ تولد و رحلت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

غزل تمنّا

زلفون کا دام پھینکنا ہم پر عبث عبث
ہر طرح جھوٹی کر نا مری سچی بات کو

بل کھا لئے اپنی گیسوئے خم پر عبث عبث
سوگند کھانا میری قسم پر عبث عبث

اصلاح پر مزاج نہین ہی خفا وہ شوخ
خط پر عبث عبث ہی قلم پر عبث عبث

پلکون کی آستین ہی کافی ہی شیخ تو
رکھتا ہی ہاتھ دیدۂ نم پر عبث عبث

ہی اشک چشم یار کا شہرہ بنہ کر نہ رکھ
بہنا می میرے شور و ستم پر عبث عبث

نقشہ گلی کا اُسکے تمنا ہی دل پہ نقش
تہمت ہی صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سودا

جسکا خط اُتری تو اُس سے دل لگانا ہی عبث
سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہی عبث

ابر مین ای یار رہ سکتا ہی کتنا آفتاب
چہرے کو ہمسے نقاب اندر چھپانا ہی عبث

پوچھتی کیا ہو کہ شب گذری ہی کیونکر تجھ بغیر
گذری سو گذری ہے کچھ اُسکا فسانا ہی عبث

تا صبا داغ جگر جون شمع پہونچا تا قدم
جل چکا جب تب آتش کو بجھانا ہی عبث

غیرت ای سودا نہین ہی مقتضی اس بات کو
جی کی دوری مین پھر اُسکو منھ دکھانا ہی عبث

غزل سوز

نکی صحبت نے اپنی شوخ کو تاثیر کیا باعث
طلا اس مس کو کر سکتی نہین اکسیر کیا باعث

خبر لے اپنے دیوانے کی جلدی جاکی زندان مین
نہین آتی صدای نالۂ زنجیر کیا باعث

فارسی غزل

[illegible]

حضرت سلامت آپ سے مین بولتا نہین | کیا پوچھتے ہو مجھ سے گنہگار کا مزاج
کس طرح دخل پائیے کیا کیجے کیا نہین | ملتا نہین ہے ترک ستمگار کا مزاج
چھپ چھپ کے کر نظارہ خبردار اس طرح | بگڑے نہ تا کہ قاتل خونخوار کا مزاج
افشا تو اسکو آنکھین ملا کر نہ دیکھیو | نازک ہے اسکی نرگس بیمار کا مزاج

غزل سراج

اپنا جمال مجھکو دکھانا رسول آج | عاجز کی التماس کو کرنا قبول آج
ای مہربان طبیب شتابی علاج کر | تیری برہ کی درد سی ہی دل ملول آج
مرہم تری وصال کا لازم ہی ای صنم | دل مین لگی ہی ہجر کی برچھی کی ہول آج
کیون آج بزم بلبل نالان خراب ہی | مرجھا رہا ہی صحن گلستان مین پھول آج
بیفکر ہون عطا شفاعت سے ای سراج | دین محمدی کو کیے ہون قبول آج

غزل سراج

جب سے پایا ہون مین سخن کا گنج | طبع میری ہوئی ہے گوہر سنج
عاشقی کی نہین ہے اور بساط | دل کو کرنا ہے مہرہ شطرنج
زلف تیری نے اسے پری پیکر | دل عشاق کو دیا ہے شکنج
ماہ رو کو کیا ہون مین تسخیر | شب ہجران کا بسکہ کھینچا رنج
ای سراج آنسوؤن کے پانی سے | لب ہوے زیر چشم کے نارنج

غزل سودا

[illegible]

آتشکدے مین دیکھیے شعلہ ہے بیقرار
بعد از شباب ہون تری انکھیان نہ بادہ مست
سودا مین اپنے یار سے جا کر کچھ کہون

آرام دل جلونکو نہین ہے وطن کے بیچ
ہوتا ہی زور کیفیت شراب کہن کے بیچ
ایسی کی اک نگاہ رہی من کی من کے بیچ

غزل میر

عشق مین ای طبیب یان ٹک سوچ
بے تامل ادا سے کین مت کر
سر سری مت جہان سے جا غافل
بیس اتنا پڑا ہے کیون یان تو
ہونٹھ اپنا ہلا نہ بے سمجھے
گل و رنگ و بہار پردے مین
فائدہ سر جھکے گا شیب مین میر

ہای جان در میان ہی یان ٹک سوچ
قتل مین میرے مہربان ٹک سوچ
پانؤن تیرا پڑی جہان ٹک سوچ
یار اگلے گئے کہان ٹک سوچ
یعنی جب کھولے تو زبان ٹک سوچ
ہر عیان مین ہی وہ نہان ٹک سوچ
پیری سی آگے اے جوان ٹک سوچ

ردیف حا حطی غزل تابان

ابرو نے تیری مجھ پہ کیا وار بے طرح
ممکن نہین کہ عشق کے ہاتھون سے جی بچے
عالم تمھارے بیچ مین آویگا آج جان
پگڑی کو اسکی بیچ پیے گا شراب آج

دل مین لگی ہے میرے تلوار بے طرح
پیدا ہوا ہے مجھکو یہ آزار بے طرح
تمنے سجا ہی چہرہ یہ بلدار بے طرح
زاہد کی فکر مین ہی وہ میخوار بے طرح

ہی یہان کس کو شب قت مین ہوش | ہو چکی ہے گی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب | شام کو کرتا ہے نور یار صبح
ہی دعا ای خالق لیل ونہار | ہو یہ شام کا کل دلدار صبح

غزل سراج

رخ سے تیری ہوئی ہی تابان صبح | کیون نہو شرم سے پشیمان صبح
میرے رو نے سے یار ہنستا ہی | اشک شبنم سی ہے یہ خندان صبح
ہے ترے حسن کی تجلی دیکھ | پیرہن چاک تا گریبان صبح
بسکہ مقبول ہے دعاے سحر | ہی مجھے آنکھون مین نور ایمان صبح
ای سراج آفتاب رو آیا | ہی مرے گھر مین آج مہمان صبح

ردیف خا معجمہ غزل نور

صورت غنچہ تیرا لب ہے شوخ | فتنہ چشم پر غضب ہے شوخ
سیکھے تجھ سے شوخیان کوئی | تجھ سا عالم مین کوئی کب ہی شوخ
ہو وفا تجھ سے ہے یہ بوالعجبی | بیوفائی کا کیا عجب ہے شوخ
نام ہو کیون نہ دلربا تیرا | دل ہی کی تو تجھے طلب ہی شوخ
پاس ہے اپنی بات کا تو آ | کل کے وعدے کی آج شب ہی شوخ
نور گھائل ہے ماہ کے مانند | اتنی بے مہری کس سبب ہے شوخ

واہ کیا خوب ہین یہ کاغذ اشعار کے گیند

تجھکو کہتے ہین احمد محمود کبھی یاسین	ہے اسم ذات تیرا رحمان یا محمد
رکھتا ہی یہ تمنا تجھ سے سراج یا شاہ	رکھ آخرت کو ثابت ایمان یا محمد

غزل

یا الٰہی کب ملیگا وہ جوان سرو قد	روز و شب پڑھتا ہون سن قل ہو اللہ احد
ورد جان اپنا سمجھتا ہون تجھی ای گلبدن	رات دن مجھکو وظیفہ ہی کہ اللہ الصمد
لم یلد کوئی نہین دنیا مین لیکن ای خدا	دو جہان تیرا و لم یولد جو رکھتا ہی سند
ذات ہی اسکی بقا سب جگ فنا فی اللہ ہے	اول لم دوم یکن سوم لہ کفوا احد

غزل سودا

اشک کو کب ہے تماشا سے گہر سے پیوند	صاحب درد کی ہو اسکو نظر سے پیوند
دل کو میری نہ جدا دل سی کر اپنے ظالم	کیا مین ہون یہ بہت خون جگر سے پیوند
دامن ابر نچڑتا ہے جو اتنا شاید	کسی عاشق کے ہوا دیدۂ تر سے پیوند
کون ایسا ہی جسے دست ہو دل سازی مین	شیشہ ٹوٹے تو کرین ہم بھی ہنر سے پیوند
کھینچتا کیون ہے عبث ناز طبیب سودا	درد کو دل کے نہین درد جگر سے پیوند

غزل انشا

نہ لگے مجھکو جب اس یار طرحدار کے گیند	اسنے محرم کو سنبھال اور بھی تیار کے گیند
دسترس ہو تو تری سیب ذقن پر وارون	قرص خورشید کے اور لمعۂ انوار کے گیند

غزل خاشاک

کاکل یار کی کھی جون ہی تنویر سفید
ہو گیا سکتہ مجھے بنگئی تصویر سفید

دونون رخساروں پہ یہ عکس نہین موتی کا
گرد خورشید کے یہ کھینچی ہے تحریر سفید

کالا منھ کرتے ہین مجرم کا یہ ہے رسم بلاد
منھ کیا یار نے میرا دم تعزیر سفید

سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے
ہو گئی شاید مری تقدیر سے تحریر سفید

لاکھ تدبیر کی کچھ بس نہین چلتا میرا
کرون کس طرح سے یار و خط تقدیر سفید

کوی جانان کا تجسس کیا مین نے یان
کوچہ گردی سے ہوئی پانو کی زنجیر سفید

سنکے آواز مری ہوتا ہے مجنون ایسا
جس طرح ہوتا ہے کافر دم تکبیر سفید

بوسہ لیتے تو لیا پھر جون ہی تیوری بدلی
ہو گیا رنگ مرا باعث تقصیر سفید

داغ فرقت نہین جاتا کسی صورت دل سے
رنگی ہوتا نہین ہرگز کسی تدبیر سفید

رنگ بکھری کا مجھے دیکھ کے فق ہوتا ہے
پیدا کی آہ نے شاید مری تاثیر سفید

آسمان پر یہ نمایان نہین ہین تارے
دیکھ خاشاک کے ہین نالہ شبگیر سفید

غزل خان

آپکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

کیا عجب ہے جو اٹھے مرقد لیلیٰ سے صدا
بیسرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

تیز رکھیو سر ہر خار کو اے دشت جنون
شاید آ جاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد

ان سب کے درمیان مین مسند پہ دلربا
سونیکا آگے رکھے ہوی پاندان زرد

القصہ اپنے حسن مین ہر ایک شاہ وقت
پردیکھی اسکے ہوگئے سب بے گمان زرد

اس شب سے میری آنکھون مین یرقان ہوگیا
یا نتک کہ میرے ہوگئے سب استخوان زرد

اندازسی زیادہ ہے اسکا بیان زرد
لکھتی ہی اسکو ہوگئی سب داستان زرد

شب کو گیا مین بزم مین ہولی کی ای ضمیر
دلچسپ کیا ہی خوب تھا ہر اک مکان زرد

ردیف ذال غزل مسیح

قند و نبات شہد شکر ہین کہان لذیذ
شیرین لبون کی جیسی کہ مین گالیان لذیذ

ہین سوز غم سے لیک جلتی برنگ شمع
کام ہا مین میرے نہین استخوان لذیذ

ساقی ہو سیر باغ ہوا ور گلعذار بھی
مشرب مین اپنی تب ہوی زعفران لذیذ

ہو کیون نہ موج شربت عیسی مری زبان
نام اسکا لیتی ہی ہوا میرا دہان لذیذ

ہر میوہ و مٹھائی کی لذت سی دل پھرا
پر ہی مدام بوسۂ شیرین لبان لذیذ

جون پای قیس تیرے شترکی زبان کو
لگتے ہین خار نجد کے ای ساربان لذیذ

جب ہاتھ مین نہو وہ سیب ذقن مسیح
کیونکر لگے ہمین ثمر بوستان لذیذ

غزل ات

لکھدو آخون جی صاحب کوئی ایسا تعویذ
کہ مری منہ سی لگے اسکے گلے کا تعویذ

مجھ کو دے اپنی نشانی مجھے نبدا پالا
توڑا زنجیر کڑا اقول کا چھلا تعویذ

غزل غلام احمد

[illegible] تنگ دہن ... طاقت ... زبان ... انگریز کے برابر

... خیالی تصور میں خلیق آہ ... جان کے برابر

نازک بدن ... تیری ... دہن اور ... کے برابر

سیمیں بدن ... قامت موزون ... [illegible]

غزل شاہ ظفر

کیا خوب لکھا حسن ... سو جان ... گلستان ... [illegible]

[illegible]

غزل سودا

اُٹھ جا نہیں ہی روز مزہ یار سے لڑکر
پوچھوں ہوں میں جس بت کو خدا کا ہی تراشا
نخوکر وہ کا درمان کہوں میں کیا کروں یارو
دانا ہو سو سمجھے کہ محبت نہیں وہ شے
کہتا تھا یہ سودا وہ بجائیگا کہاں تک

ملتے ہیں تو پھر چھاتی کو چھاتی سے رگڑ کر
آرزو نہیں لایا وہ مرے واسطے گڑ کر
دل اُسنے لیا مجھ سے نہ لڑکر نہ جھگڑ کر
در پر کسی بیٹھے کسی کے لیے اڑ کر
جا بیٹھوں گا دروازے پہ اب سکی میں گڑ کر

غزل انشا

جا سکتے نہ تھی جس کے چھپر کھٹ کے برابر
اُس ململی پوشاک پہ پسکی ہوئی چولی
اس موسم برسات میں کیوں گھر نہ رہیں ہم
وہ پردہ اٹھا گھر سے جو در تک چلا آیا
کب اسکو اثر کرتی ہیں انشا کی دعائیں

شب اسنے سلایا نہیں کروٹ کے برابر
ہے بگڑی ادا لاکھ بناوٹ کے برابر
آنکھیں بھی برستی ہیں جھلاوٹ کے برابر
غش کھا کے گرا پٹ سے میں چوکھٹ کے برابر
تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل خلیق

ہے حسن ترا مہر درخشان کے برابر
ٹیکی کی چھبن یوں ہی جبین پر تری گلرو
کیا چاہیے عاشق کے تجھے قتل کو خنجر

دندان ہیں در لب لعل بدخشان کی برابر
پروین ہی جیسا مہ تابان کے برابر
ابرو ہیں تری خنجر بران کے برابر

[illegible]

ہو گئے پامال نکر ہمکو رہا اے صیاد	عشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز
زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام	یارو تم ڈھونڈھتے ہو مرہم زنگار ہنوز
حق تعالی آپسے جبیار رکھی اس دنیا مین	اس قیامت سے نہین ہی تو خبردار ہنوز
قیس و فرہاد کی ماتم سی تو جگ مین ابتک	دشت مین خاک بسر ہو گئے ہین کہسار ہنوز
تیری دوری سی عجب حال ہی اب سودا کا	مین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل غالب

کب ہا ہی اب ہمین حور و بشر کا امتیاز	دیکھکر جاتا رہا تجھکو نظر کا امتیاز
اسکا کوچہ چھوڑکر کے جاوے گلشن کیطرف	ہو گیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز
ناز کی جسنے رگ گل کی نہ دیکھی ہو کبھی	ہو میان کیونکر اسے تیری کمر کا امتیاز
ہی یہ سودای محبت ہی کہ یان انسان کو	کچھ نہین رہتا جہان نفع و ضرر کا امتیاز
جب نشست اغیار کی پہلو مین ٹھیری رکی	تب ہمارا رہ گیا پھر وان کدھر کا امتیاز
اہل ہمت جانتے ہین خاک جب اکسیر کو	ان کو کب ہوتا ہی صرف سیم و زر کا امتیاز
اگر اپنی یار کے غالب ہم ہی معیوب ہین	ورنہ ہی اسکو اسی عیب و ہنر کا امتیاز

غزل یقین

جوش نہین آتا ہی بن مجنون ہمین صحرا ہنوز	ان غزالون سے ہمارا جی نہین لگتا ہنوز
اب تلک کرتا ہی تیشہ کام مین تھپر کی دل	ماتما ہی کوہکن کے نقش کو خارا ہنوز

گن کے دس لے گیارھواں نہ سہی — ہمکو بیٹھے کرے جو زیادہ ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھ سات
آٹھ نو دس ہوے بس انشا بس

غزل شہیدی

ترے پر سے چھوٹے لگے شہر نہ تڑپ تو بلبل زار بس
جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس
انھیں کو کہ بارھواں سال ہی مرے ساتھ یہ مقال ہے
ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس
کوئی کاروان جو نکل گیا سو بخدا قیس یہ بول اٹھا
وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس
ترے غمزے کا ہوں میں یہ دو سارے جنگجو مرے قتل پر
نہ کم کو کس نہ کم کو کس نہ کم کو کس نہ کم کو کس
نہ چلی کسو کی فسوں گری کو وہ زلف سانپ سی جس گھڑی
گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس
تجھے دیکھا جب سے ہے اے پری بخدا کسی کے نظارے کی
نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس

دل اگر کہنے مین ہوتا تو یہ دکھ کیون ہوتا	ہی بغل مین بھی مری دشمن جانی افسوس
چشم تر ضعف بدن خشکی لب ردی رنگ	یہ ملی درد و محبت کی نشانی افسوس
رحم آتا ہی رضا دیکھ ترا حال مجھے	مفت برباد گئی تیری جوانی افسوس

ردیف شین غزل سراج

کیا شراب محبت نی دل کے خم مین جوش	عجب نہین جو قیامت تلک ہون مدہوش
صنم کے حسن سے خورشید کی خجالت سی	ہوا ہی چاند نقاب سحاب مین روپوش
نہین علاج بجز مرہم نوازش و لطف	جفا کو زخم سی کرتا ہی دل فغان و خروش
نہووے صور قیامت کی شور سے بیدار	جو کوئی دھیان مین اُس چشم کی ہوا بیہوش
ترے دو ابرو ہمسر کو دیکھ حیران ہون	سنا نہین ہون کہین دو ہلال وش بدوش
فسردہ دل ہون مانی کی سرد مہری سے	عجب نہین مین اگر شل شمع ہون خاموش
کمند عقل سے آزاد ہی مثال سراج	جو اُسکی زلف کے زنار کا ہی حلقہ بگوش

غزل یقین

رات دن خوبان کو ہی دکھ ہائی معشوقونکی تلاش	روز و شب لیلی کو بھی ریشہ مجنون کی تلاش
اشک نمکین سے گلی تیری کو مشہد کر دیا	مر گئی ہین یکہ کر اُس چشم پر خون کی تلاش
جسطرح سے ڈھونڈھتی ہین لوگ خاطر ہائی شاد	اسطرح رہتی ہی مجھکو جان محزون کی تلاش
ویسی مجھکو ہو رہی ہی سانولون کی جستجو	جس طرح ہوتی ہی افیونی کو افیون کی تلاش

کیون خرابات نہو خانۂ اسلام بھلا
سب مکانات سے پھر کیون نہ شرف ہو دل کو
ساکن کوے صنم خانہ ہو کب کٹھی ہے
یارب انشا کو سدا عیش و طرب مین رکھنا

ہو جو تنہائی مین غم زدہ گر دین ایسا شخص
دیکھ جس دل مین ہوا البتہ مکین ایسا شخص
ہو ہوس گلشن فردوس مین ایسا شخص
حیف ہے حور و ملک سے ہو حزین ایسا شخص

غزل سراج

جز عشق جانگداز نہین کیمیاے خاص
تجھ عشق کا مریض ہے بیتاب دل مرا
مجھکو نہ بوجھ دل مین تو اور عاشقونکی طرح
جو غم نہین رفیق مرا ہوکے ہجر مین
تجھی تشنۂ وصال کو کوثر کی آرزو
مجھ پر نگہ کرم کی ہے اور لطف عام پر
اے شوخ تیری حسن کا پروانہ ہے سراج

جسکے اثر سے رنگ مرا ہے گلاے خاص
دے اے طبیب وصل سے اسکو دواے خاص
سب مبتلاے عام ہین ہین مبتلاے خاص
درد فراق مجھکو ہوا آشناے خاص
دیدار کا ہے شربت اسے مدعاے خاص
ہے دل پسند مجھکو صنم کی اداے خاص
تیری سوا نہین ہے اسے دلرباے خاص

غزل سوز

آسودہ زیر چرخ نہین آشناے حرص
گر منھ کی روٹی ہووے قناعت بات مان
انسان نہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے

در در زمانہ پھر مین پھرا ہوے گداے حرص
رہتی ہے لاکھ طرح کی آفت قضاے حرص
ذلت کسی کو کوئی نہ دیوے سواے حرص

مجھکو سوای سودا یہان فکر کچھ نہین | دیوانۂ جنون کو ہے کہسار سے غرض

غزل یقین

لب ہی بزنجیر مجھ مجروح دیوانی کی غرض
اک نہ پونہچی کان تک اُس لُطف کیجے شانی کی غرض

گرمی اہل بزم سی مت کر مین جلتا ہون چراغ
شمع کی خدمت مین ہے اپنی ہی پروانی کی غرض

شیشۂ مجھ دل سا نہ پایا اور مری آنکھون سا جام
کی اگر ساقی ہزارون سال میخانی کی غرض

دل کو ویران مت کرو ہی یہ جنون کا پای تخت
ای پریزادو کبھی سنتی تھے دیوانی کی غرض

فصل جاتی ہی یقین ویرا غبان نے اکیبار
کوئی نہین کرتا ہمارے باغ مین جانی کی غرض

ردیف طا غزل مولوی عبد اللہ

جو کری تری زلف سیہ نظر ہو وہ ایک ہی دم مین وہ دم بغلط
جیسے مار سیہ کا ہو زہر اثر کری کیون نہ وہ ہوش و قدم بغلط

نہین تجھکو غرض کبھی تیر و کمان یون ہی مفت مین ہے تو ہزارونکی جان
ترا تیر نگہ ہے ابرو کمان جو کرے صف ترک و عجم بغلط

نہین اس مین ہی تیرا گناہ ذرا ذرا مارے کوئی و کلم چون و چرا
کہان اسکا قصاص لگی ہی بھلا جو ہوا آپ ہی آپ عدم بغلط

دیکھو بلبل و گل کا نباہ صنم کیسے کرتے ہین مل کے یہ چاہ بہم
نہین کوئی ہی ان مین سی چشم نم جو ہو قول و قرار و قسم بغلط

پوچھتا ہی خوب کیفیت نظارہ کی یقین — اُس نگاہ مست سے لیتا ہی میخانے کا حظ

غزل حاجی

صبح جوڑا سج کی نکلا گھر سے دلبر الحفیظ — آگ رکھتا ہی یہ کس کس کے جگر پر الحفیظ

دیکھیے ہوتا ہی کیا رہتی ہی یا جاتی ہی جان — اندنون بگڑا ہی ہمسے کینہ پرور الحفیظ

تیری یہ نوک مژہ اور تیغ ابرو دیکھ کر — اچھی اچھی بول اُٹھتے ہین بہادر الحفیظ

اُسکے کوچہ کی تو کرا ہی دل سکونت اختیار — ساکن کوے صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ

حاجی اُس نا آشنا سی دیکھیے کیونکر نبے — آج کہتی ہین پکارین گے پیمبر الحفیظ

ردیف عین غزل یقین

دل جنون کے آن پہونچے ہوشیاران الوداع — فصل گل نزدیک آئی اے گریبان الوداع

نے ہمین رخصت کہ اکی سال تا دیکھین آشیان — باغبان کا حکم یون ہی اے گلستان الوداع

سیکڑون سی قصد کے کا کیا ہی کیا کرین — توبہ ہمسے ہوگئی اے مے پرستان الوداع

ہمسے تھا ویرانہ تک آباد سو ہم بھی چلے — ہی خدا حافظ تمہارا اے غزالان الوداع

ناتوانی سے اسے جور و جفا کی تاب کیا — اب یقین بوڑھا ہوا ہی نوجوانان الوداع

غزل سراج

تجھ مکھ کی تاب دیکھ ہوئی بیقرار شمع — جلتی ہی بزم عشق مین پروانہ وار شمع

ازبسکہ تجھ خیال مین ہی چشم خون فشان — فانوس مین ہی انکھو نکی ہوئی گل ہزار شمع

اکبار اپنے پیارے حال سراج پوچھ — کچھ خوش نہیں تغافل ہر بار بید ریغ

ردیف فاء غزل سوز

زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف — مر گئے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف

مین بھی بندہ تھا اگر ملتے تو کیا آتا خلل — پر تری دل مین نہ آیا حیف ہے میرے یار حیف

لے چلے دنیا سے ہم ارمان تیری وصل کا — گور مین نکلیگی یہ آواز اے عیار حیف

حسن صورت کو بھی لازم ہے پیارے حسن خلق — یہ تری صورت پیاری اور یہ اطوار حیف

شعر پڑھنا بات کرنا مسکرانا اب کہان — سوز کی منہہ سے بھی سنتے اب نہین لاکھون بار حیف

غزل سراج

مثال حلقہ زنجیر ہے زلف — بلائے جان ہر نخچیر ہے زلف

قیامت تک خلاصی کب ہے ممکن — دل عاشق کی دامنگیر ہے زلف

ہوے حل مشکلات سورہ نور — کتاب حسن کی تفسیر ہے زلف

دیا ہے صفحہ رخسار کو زیب — عجب یہ خوشنما تحریر ہے زلف

نصیب چشم ہے خواب پریشان — سراج اب خواب کی تعبیر ہے زلف

غزل غلام احمد

مکتب عشق مین حاصل نہین ہوتا اک حرف — گر کرے عمر تمام اپنی اسی مین لبس صرف

عشق کا علم ہے ایسا کہ نہین اسکو کنار — جو کہ تحصیل کریگا وہی پاویگا شرف

منزل دل کو نہ پایا دوست کے رہتے بدل
لیک غم کی گرد یار و اب نہیں مہار عشق

ہی خیال چشم خوبان روغن بادام سے
بہتر بیتابی دل پر جو ہے بیمار عشق

اسکو ہی نت بید خوانی نالہ و فریاد کی
جس برہمن کے گلی کا ہار ہی زنار عشق

بیخبر ہی محفل کو نین سے مثل سراج
جو ہوا ہی بیخودی کے جام سی سرشار عشق

ردیف کاف غزل انشا

ایک ان بات کی صحبت میں نہیں ہوتی شریک
ہمکو کیا فائدہ گر آپ بہت ہیں نزدیک

اتھو ملک ہو کی کھڑے بات ہماری سن لو
رات ہی کوچہ و بازار بڑی ہی تاریک

پان جو ہاتھ سی کل غیر کے کھایا تو نے
اپنی لوہو کی عوض گھونٹ پیی ہیں ہر ایک

دور ہو وادی وحشت سی نکل ای مجنون
کس وسیلے سی ملی تجھکو بیابان کی تملیک

وادی عشق میں انشا تو سنبھلکر جانا
ہان خبردار کہ یہ راہ بہت ہی باریک

غزل سودا

ہو کی کرتی ہیں مجھی قتل ہم چارون ایک
غمزہ و ناز و ادا عشوہ صنم چارون ایک

ستم و ظلم و تعدی و جفا عالم سے
ہو کی آپس میں گئے سوی عدم چارون ایک

حکم رکھتے ہین بمیدان سخن تیرے پاس
نیزہ و تیر قضا سیف قلم چارون ایک

انوری سعدی و خاقانی و مداح ترا
رتبہ شعر و سخن میں ہیں بہم چارون ایک

جسکے تو پاس نہو وی تو اُسے عالم مین
مجلس و شادی و تنہائی و غم چارون ایک

غزل جرأت

ور یہ اک بات یاد آئی کہ میں چھوتا نہیں / جون گیا میں پاس اسکی اٹھ گیا دامن جھٹک
دیکھ کر مجھکو نہایت طیش سے بولا کہ آؤ / پھر تیرے سے نرکھیو تو پاؤں آگے چل سرک
پھیر لیا اپنا سا منھ لیکر قدم پیچھے پڑا / ہر قدم پر بار خجلت سے میں ہٹتا تھا جھجک
اس گنہ پر جو ترے دل میں ہوا ہے پیچ کھن / انپہ اس دل سوز کو گویا ہاتھ میں کھٹ پا ٹھیک

غزل اسد

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک / کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک
دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ / دیکھیں کیا گذرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک
عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب / دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک
ہمنے جانا کہ تغافل نکروگے لیکن / خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک
غم ہستی کا اسد کون ہے جز مرگ علاج / شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

ردیف گاف فارسی غزل سودا

کر لی ہے مرے دل میں تری جلوہ گری رنگ / اس شیشے میں ہر آن دکھاتی ہے پری رنگ
کس رنگ میں دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوہ / سب رنگ میں ہے تو یہ ترا سب ہے پری رنگ
اے شیشہ گران دل کوئی ٹوٹا جو بنا ہے / پیدا کرے پھر اور ہی کچھ شیشہ گری رنگ
ہے خاک جو سبز آج خدا جانے چمن کا / دیکھ آئی ہے کیا جا کے نسیم سحری رنگ
کس گل میں یہ جلوہ ہے کہ اب کنج قفس میں / دکھلاتی ہے میری مجھے بال و پری رنگ

غزل سودا

حسن ہی دام بلا زلف ہین دو کالی ناگ
جسکے تئین ناگ ڈسا اسکا جلانا مشکل

آتش عشق نے بہتون کا کیا خانہ خراب
آگ دریا کو لگے اسکا بجھانا مشکل

یاد کرنے کو لیا ہاتھ مین من کا منکا
دل اگر بوجھ پڑے من کا پھرانا مشکل

طفل نادان ہیلا مرا غم اے پیارے
مکتب عشق مین تعلیم دلانا مشکل

عمر جو یاد مین گذری سو غنیمت سمجھو
سو گیا عشق مین پھر اسکا جگانا مشکل

راز مخفی ولی ظاہر نہ کسو سے کرنا
ہاتھ سے بات گئی اسکا پھر آنا مشکل

ردیف میم غزل سودا

کیا مچائی اسنے میرے دل کی کاشانی مین دھوم
شور ہے جسکے لیے کعبے مین بتخانی مین دھوم

زلف جو کھولا تو کرا اس دل کی شورش کا علاج
سخت دیوانی کی زنجیر کھلجانی مین دھوم

مٹ گیا وہ شور دل کا آہ تب آئی بہار
ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر ویرانے مین دھوم

اسقدر ہین لاغری میری سے خوش ابنای دہر
جون ہلال عید ہے میرے نظر آنے مین دھوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل بار ہی ہے جوش
رات کو دیکھو ہون جیب مین شمع ویرانے مین دھوم

دل کو اس کوچے مین لیکر اب چلی ہی فوج اشک
ہو چکی ہے جیسے ان اطفال دیوانی مین دھوم

کب سے اے سودا شراب اس نم مین پیتے ہین یار
تو ذرا کم ظرف کی پہلے ہی پیمانی مین دھوم

غزل سودا

خانہ پرور چمن مین آخر اے صیاد ہم
اتنی فرصت دے کہ ہولین گل سے ٹک آزاد ہم

غزل سودا

روح القدس کی تجھکو قسم اور مسیح کی
مریم کی تجھکو عفت داماں کی قسم

تجھکو محمد عربی کی قسم ہے اور
مولی علی کی شاہ خراساں کی قسم

توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے
تجھکو قسم زبور کی فرقان کی قسم

ملت مین جیسکے تو ہی اُسکی کی قسم تجھے
اور اپنے دین و مذہب ایمان کی قسم

دامن کو میری ہاتھ سے اس رات مت جھٹک
تجھکو سحر کے چاک گریباں کی قسم

مدت سے تیری چاہ ذقن مین غریق ہون
لئد تجھکو یوسف کنعان کی قسم

قیدی ہون مین ترا بخداوندی خدا
اور اُس عزیز مصر کے زندان کی قسم

موسیٰ کی ہی تجھے قسم اور کوہ طور کی
نور و فروغ و جلوهٔ لمعان کی قسم

سوگند اب ہنسی کی تجھے کچھ دلاے
سن تجھکو اپنی ناز کی اور آن کی قسم

نرگس کی آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی
تجھکو سر عزیز گلستان کی قسم

تجھکو قسم ہی غنچهٔ زنبق کی ناک کی
اور شور عندلیب غزلخوان کی قسم

سوسنے کی گانے کی قسم اور رود نیل کی
فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم

بستر مرا ہے خار مغیلاں لبسان قیس
لیلی کی ہی تجھے صف مژگان کی قسم

ایسی مری قسم کبھی ٹالی تو ہی تجھے
مجنون کی قبلہ گاہ ابوالجان کی قسم

کوئی مین باغ کے جو وہ رہتا ہی اک خبیث
تجھکو اسی کی شوکت ذیشان کی قسم

دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی
باغ ارم کی اور پرستان کی قسم

اب کہاں لیجاکے بٹھیں ایسے دیوانے کو ہم	باغ مین لگتا نہیں صحرا سے گھبراتا ہے دل

کیا ہوئی تقصیر ہم سے تو بتادے اے نظیر
تاکہ شادی مرگ سمجھیں ایسے مرجانے کو ہم

غزل مومن

یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین نہیں کھائی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجھے تجھ کو نہیں غم اسی کشتۂ ناز و ادا کی قسم
ترکا پایا جو لیلے نے مجنون کا جی کہا کیون ہو خفا مری سرو سہی
نہ تو مین کسو سنگ بات بھی کی تجھے میری ہی شرم و حیا کی قسم
مری گریہ سے جاوے ہی صبر و سکون مرے آنکھون سے ٹپکے ہے قطرۂ خون
نہ تو کھائیو تم ہی زار و زبون مرے سرو کے قند قپا کی قسم
شب ہجر مین اشکون کا خون بہا اسے دیکھ کے رنگ شفق کا اڑا
نہیں اس مین مبالغہ ایک ذرا تجھے تیری ہی رنگ حنا کی قسم
تیری کشتۂ غم کا ہے حال تبہ یہی کہیو جو جانا ہو تیرا ادھر
تجھے قاصد موج نسیم سحر مرے ہجر کی شب کی بکا کی قسم
کبھی کہتا تھا قیس غزالون سے جا کہو ناقہ لیلی کدھر کو گیا
کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا تجھے لیلی کی زلف دوتا کی قسم

ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار
ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون

کرتی ہی بوے گل تو مری ساتھ اختلاط
پر راہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون

یہ چاہتی ہی اب طپش دل کہ بعد مرگ
کنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون

ای درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
مین غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہون

غزل نظیر

نقرہ ہوتا ہی ایسا بھی گل اندام کہین
دی کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین

دل کی بیتابی نہین ٹھہرنے دیتی ہی مجھے
ہون کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

ایک دل دیجیے کس کس کو سبھی مانگتے ہین
گنبد ہی اور ربا لے کہین لعت سیہ فام کہین

نامہ بر نامہ لکھون یا مین زبانی کہدون
خط کی پرزی پہ لکھون قاصد اب نام کہین

دل بھی اور جان کفایت نہ کبھی کی ہی نظیر
گل کہین غنچہ کہین بلبل بدنام کہین

غزل آصف

تری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہین
وہین سر کو اپنے قلم دیکھتے ہین

جو جلوہ صنم تجھ مین ہم دیکھتے ہین
خدا کی خدائی مین کم دیکھتے ہین

تو جلدی سے آ ورنہ میرے مسیحا
کوئی دم مین راہ عدم دیکھتے ہین

جو چاہین لکھین ہم کچھ احوال اپنا
تو ہاتھو نکو اپنے قلم دیکھتے ہین

گذرتے ہین سو سو خیال اپنے دل مین
کسی کا جو نقش قدم دیکھتے ہین

سنتے ہی تقی کے تری فرقت مین ستمگر | اک آگ لگی ہے گی چلو اسکو بجھا دین

غزل شاہ عالم

عاجز ہون ترے ہاتھ سی کیا کام کرون مین | گر چاک گریبان تجھے بدنام کرون مین
دم دیتا ہے اے تند خو گو اب تے مجھے تو | پر دیکھ تو کیا ہی تجھے اب رام کرون مین
ہے دور جہان مین مجھے اب شکوہ مجھی سے | کیون کچھ گلہ گردش ایام کرون مین
اوی جو تصرف مین مری میکدہ ساقی | اک دم مین خمون کو خم انعام کرون مین
حیران ہون تری ہجر مین کس طرح سے پیارے | شب روز کو اور صبح کو کیونکر شام کرون مین
مجکو شہ عالم کیا اُس رب نے کیونکر | اللہ کا شکرانہ انعام کرون مین

غزل حاجی

تکتی ہے تری آنکھون کو ای یار چمن مین | کیا چبکی کھڑی نرگس بیمار چمن مین
ہو جائیگی بیزار ہر اک پھول سی بلبل | تو جائیو مت زینت گلزار چمن مین
بو آج تو لاتی ہی صبا اور طرح کی | شاید کہ وہ پہونچا ہی طرحدار چمن مین
ہم وحشیون کا ہیو بیابان سلامت | اب سیر سے مطلب ہے نہ کچھ کار چمن مین
تاکید ہی دربان کو یہ باغ مین جا کر | آ جائیو حاجی نہ خبردار چمن مین

غزل سوز

شہد مین جیسے مگس ہم حرص مین پابند ہین | وای غفلت اس سیہ زندان مین ہم خرسند ہین

صفائی اُسکی جھلکتی ہے گورے سینے میں
چمک کہاں ہے یہ الماس کے نگینے میں

نہ موتی ہے نہ کناری نہ گوکھرو نہ تسبیر
سجی ہے شوخ نے انگیا بنت کی سینے میں

جو پوچھا میں نے کہاں تھی تو ہنس کے یون بولی
میں لگ رہی تھی اِس انگیا موتی کے سینے میں

پڑا جو ہاتھ مرا سینے پر تو ہاتھ جھٹک
پکاری آگ لگے آہ اِس قرینے میں

جو ایسا ہی ہے تو اب ہم نہ روز آوینگے
کبھی جو آئے تو ہفتے میں یا مہینے میں

کبھی مٹک کبھی بس بس کبھی میاں ٹک
دماغ کرتی ہے کیا کیا شراب پینے میں

چڑھتی دوڑ کے کوٹھے پہ وہ پری اکبار
تو میں نے جا لیا اُسکو اودھر زینے میں

وہ پہنا کرتی تھی انگیا جو سرخ لاہی کی
لپٹ کی تن سے وہ تر ہو گئی پسینے میں

وہ سرخ انگیا جو دیکھی ہے اُس پری کی نظیر
تجھے تو آگ سی کچھ لگ رہی ہے سینے میں

غزل

دیوانہ ترا عاشق زار ہوں میں
فدا تجھ پہ مدت سے اے یار ہوں میں

فریبوں میں کب تیرے آتا ہوں ظالم
فریبی جو تو ہے تو عیار ہوں میں

جسے اُس نے کاٹا موا بے اجل وہ
سمجھتا تری زلف کو مار ہوں میں

اگرچہ تو گل ہے و یا چشم نرگس
تری باغ تازہ کا اک خار ہوں میں

غزل نظیر

گل نظر آیا چمن میں اک عجب شکل حسین
گلرخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن

حسن خوبان کی حقیقت کیا ہی اُسکے روبرو
دلربائون مین نہین دیکھا کوئی ایسا حسین

شکر اللہ کیون نہو ن طالع بلند احمد کے اب
ہاتھ میری آگیا ہی اک عجائب مہ جبین

غزل خلیق

گلرخون مین وفا کا پاس نہین
جون گل کاغذی مین باس نہین

کیجیے تحت دل بھی اپنا نثار
ہاے تو بھی انھین سپاس نہین

منہ پھرایا ہے تہسا مجھ سے
بیوفائی کا کچھ قیاس نہین

شکوہ اَبناے جنس کا ہی عبث
پنج انگشت ایک اس نہین

صورت برق خیر ہو گی خلیق
کیون تو مضطر ہی اور حواس نہین

غزل سوز

اُس سرو قد کی دوستی مین کچھ ثمر نہین
نخل محبت آہ مرا بارور نہین

اُس سنگدل کو حال پہ آیا نہ میری رحم
ای آہ و نالہ حیف کہ تم مین اثر نہین

یاقوت و لعل یار سی بہتر نہین و لے
پر جوہری کو اُسکی پرکھ پر نظر نہین

کیون مجھ سی بیگناہ کو ناحق کری ہی قتل
ای شوخ تیری دل مین خدا کا بھی ڈر نہین

قاصد کی کیا مجال جو کوچی مین جا سکے
جز مرغ روح کوئی مرا نامہ بر نہین

میری طرف سی دیجو صبا گل کو یہ پیام
آؤن قفس کو توڑکے پر بال و پر نہین

ہرگز نمان سوز تو واعظ کی گفتگو
ذرہ بھی اُسکو اصل سخن سے خبر نہین

گرہ دیکھے سر پر جو بالون کا جوڑا — یہ نازک بدن خوش ادا باندھتے ہین
ہر اک تار ہین اُسکے دلہای عاشق — بہم جمع کرکر بلا باندھتے ہین
میان حال مفتون کا دیکھا نہین کیا — مگر آپ کس کر بھلا باندھتے ہین

غزل ناسخ

دل مین پوشیدہ تپ عشق بتان رکھتے ہین — آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین
مثل پروانہ نہین کچھ زر و مال اپنے پاس — ہم فقط تم پہ فدا کرنے کو جان رکھتے ہین
محفل یار مین کچھ بات نہ نکلی منھ سے — کہنے کو شمع کی مانند زبان رکھتے ہین
ہوگیا زرد پڑی جسکی حسینون پہ نظر — یہ عجب گل ہین کہ تاثیر خزان رکھتے ہین
ہم عوض ملک جہان ملک سخن امی ناسخ — گو نہین حکم روان طبع روان رکھتے ہین

غزل محبت

ترش و سوختہ دین کیا کڑوی کڑوی گالیان — ہمنے جون شہد و شکر کس کس مزے سے کھالیان
رکھتی ہین پان مسی کا شوق از بس ہرو — وہ کہان جیسی خوشی وہ لبون کی لالیان
صاف کھلجاتی ہے اُسدم اُن لبونکی کیفیت — جب نظر آجاتی ہین وہ انکھڑیان متوالیان
نہین شمس و قمر جو تجھ پہ ہوتی ہین نثار — آسمان لایا ہے بھر کر سیم و زر کی تھالیان
ٹک کھاوے چاند سا مکھڑا کہ جون رسیاہ — ہین تری لفون کے ڈستی ہین آ ہین کالیان
کس طرح ہمپر نہ کھلجاوے در شادی بھلا — ہین ہر غم کی محبت سے قفل کی تالیان

پروانہ کون سا ہی کہ جو عشق مین ترے
سوزان برنگ شمع بہر انجمن نہین

شب کو فغان تو صبح الم شام درد و غم
ہمکو فراق یار مین کیا کیا محن نہین

گر یاں سے کیون نظر نہ پھرا وے وہ پُر غرور
اک وضع پر یہ گردش چرخ کہن نہین

غزل میر

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین

مثل عنقا مجھے تم دور سے سن لو ورنہ
ننگ ہستی ہون مری جای بجز نام نہین

خطرہ راہ فلک بلکہ بہت دور کھینچا
عمر گذری کہ ہم نامہ و پیغام نہین

راز پوشی محبت کے تئین چاہیے ضبط
سو تو بیتابی دل نے مجھے آرام نہین

بیقراری جو کوئی دیکھے ہی سو کہتا ہی
کچھ تو ہی میر کہ اک دم تجھے آرام نہین

غزل مرہون

مین منتظر جلوہ رخسار کھڑا ہون
موسیٰ کی طرح طالب دیدار کھڑا ہون

بے نقد روان بر سر بازار کھڑا ہون
مین ناز کا خوبون کے خریدار کھڑا ہون

گر تیغ لگاتا ہی لگا جلد اے قاتل
مین ایک محبت کا گرفتار کھڑا ہون

اک دن مری بالین پہ نہ ای شمع رو آیا
پروانہ صفت جلنے کو تیار کھڑا ہون

محفل مین تری گو کہ نہین مجھکو رسائی
حیرت زدہ لیکن پس دیوار کھڑا ہون

گر ملتا ہی مل لے تو مرہون جی سے کہ ہی ہی
واللہ کہ اس جینے سے بیزار کھڑا ہون

آفتاب حشر بھی مجھکو بچا کر جائیگا
سوئے والا ہون کسی کے سایۂ دیوار مین

بستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار
خوب جل کر لوٹئے اب ادی رخسار مین

ساقی کوثر پلاتا ہے مجھے ای عزیز
مست ہین ناسخ ہمین عشق احمد مختار مین

غزل رحمت

وصل کی امید مین ہم جو یہان آئیان
دیکھ تیری چال ہم دل ہی مین پچتائیان

گاہ تبسم کرے گاہ غضب کی نگاہ
کس نے سکھا ہین تجھے ایسی ہین چترائیان

وصل کی امید دی ظلم نہین ہے روا
عرض ہیری ہے یہی سن لو مری سائیان

ہائے نہ سمجھی ہاین یہ ہوا ایسے کٹھن
جیسی لگائی ویسی سزا پائیان

ہجر مین رحمت تری روتی ہے وہ صنم
وقت ہے اب عنقریب جان نکلجائیان

غزل شادان

اگر سیر چمن مین ہمین پاؤ تو آوین
سوئین اور چمن سے بھلاؤ تو آوین

آنے کو تو کہتے ہین مگر ایک طرح سے
ہر شی ہر اک انواع کی منگواؤ تو آوین

جو طرف لگا ہووے تو سب فرش مکلل
ہر سو شمع کافوری کی جلواؤ تو آوین

گر بزم بھی عطر ون سے بسا ہووے معطر
جو گنتیان پوشاک کی سینواؤ تو آوین

ستھرا سا پلنگ ہووے لب نہر پہ رکھا
اور سیج بھی پھولون کی بچھواؤ تو آوین

شیشے پہ ہو شیشہ و گلابی پہ گلابی
وان گرمی صحبت سے نہ گھبراؤ تو آوین

غزل انشا

چھپن اگر چھپ نگاہ سے وہ جمال و طور و خرام آٹھون
نہ ہووین اُس بت کی گھر پوجاری تو کیون ہوسیلے کا نام آٹھون

ذقن نہ نخدان لب و دہان و رخ و جبین و نمک تبسم
سکھاتے ہین اُس پری کو کافر یہ ملکے سب قتل عام آٹھون

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمھاری چتون کے آگے آگے یہ کرتے ہین اہتمام آٹھون

جھپک لگاوٹ جھمک جھمکڑا ملال غصہ کرم رکاوٹ
کسی کے پانون پہ گرتے ہین یہ کسی کا جی ہین سلام آٹھون

شکیب و صبر و قرار و طاقت نشاط و آرام و عیش و راحت
تمھاری الفت مین کھوئے بیٹھا ہون مین تو یہ لا کلام آٹھون

سریر و چتر اور جاہ و ملک و شکوہ و تاج و کمال و راحت
مرے سلیمان کو دے خدایا جلد بالعشق تمام آٹھون

نہ پوچھ مجھ سے تو انشاء اللہ کے نام عاشق کے کیا ہین وحشی
ذلیل و رسوا خراب خستہ غریب و بندہ غلام آٹھون

غزل ناسخ

ردیف واو غزل قادر

سن لے اک بات مری تو کہ رمق باقی ہے
نالۂ دل کھول کے دو چار کرون یا نکرون

تا صبا اٹھ مری بالین سے کہ دم رکتا ہے
نالۂ دل کھول کے دو چار کرون یا نکرون

خواب شیرین مین ہو اور دل ہے مرا مائل شوق
جی دھڑکتا ہے کہ بیدار کرون یا نکرون

سخت مشکل ہے مین صیاد سے جا کر یارو
ذکر مرغان گرفتار کرون یا نکرون

حال باطن کا نمایان ہے مری ظاہر سے
مین زبان ہی سے اظہار کرون یا نکرون

موسم گل ہے مین صیاد سے جا کر یارو
ہے زبان میری بھی گفتار کرون یا نکرون

عمر بھر تجھ سے تو تھا عہد وفا کرنے کا
ان سلوکون پہ جفا کار کرون یا نکرون

کوچۂ یار کو مین رشک چمن ای سودا
جا کے با دیدۂ خونبار کرون یا نکرون

غزل سراج

اول کی تم تو بھول گئے مہربانیان
لانے لگے ہو روز تغافل کی بانیان

کیا ہوئیگا سنوگے اگر کان بھر کے تم
گذرین برہ کی رات جو مجھ پر کہانیان

دامن تلک بھی ہاے ذرا دسترس نہین
کیا خاک مین ملی ہین مری جانفشانیان

داغ فراق لالہ تو باغ خیال ہے
رہ گئین میری جگر مین تمھاری نشانیان

مجھ دل کے کوہ طور کا سرمہ کیے ہو تم
باقی ہین اب تلک بھی ہی لن ترانیان

شاید کسی کے قتل کی ہوتی ہے مصلحت
رمزین تری نگاہ کی سب ہمنے جانیان

کبتک رہے وا رکھینگے تغافل سراج پر
اب سقدر بھی خوب نہین سر گرانیان

غزل نیاز

عشق مین تیری کو وہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو	عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو
عقل کے مدرسے سے اُٹھ عشق کے میکدے مین جا	جام شراب بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو
لاگ کی آگ لگ گئی پنبہ کی طرح جل گیا	رخت وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو
ہجر کی سب مصیبتین عرض کین اُسکے روبرو	نازو ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو
دنیا کی نیک بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہین	آپ سے جو گذر گیا پھر اُسے کیا جو ہو سو ہو

غزل درد

تا در کوے صنم یا تو مجھے پہونچا دو	یا کبھی دل کو مری پاس سے اُسکے لا دو
رسم و آئین اسیری کی مجھے یاد نہین	لو گرفتار ہون اے ہم قفسو سکھلا دو
سانس لینے دو چھری کی تلے جلدی کیا ہی	ذبح تو کرتے ہو ٹک صبر کرو جلّا دو
منجھو اور توقع تو نہین تم سے اب	آتش عشق تو دامن سے بھلا بھڑکا دو
درد سے سوز ہے دنیا مین غریبون کی بساط	شاعری تمکو مبارک ہے اے اُستاد و

غزل سوز

مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو	کلیجے مین کانٹا چبھا ہے نکالو
نہ بھائی مجھے زندگانی نہ بھائی	مجھے مار ڈالو مجھے مار ڈالو
خدا کے لیے اے مرے ہمنشینو	یہ بانکا جو جاتا ہے اسکو بلا لو

غزل نور شاہ

حال فرقت کیا لکھوں تم آپ آ کر دیکھ لو — ڈر نہیں مجھکو مری پیارے بلا کر دیکھ لو

بیقراری دل کی میری دیکھنی منظور ہے — تو میان سیماب تھوڑا سا منگا کر دیکھ لو

آپ کھلجاویگی میری انتظاری آپ پر — ہاتھ مین اپنی گل نرگس اٹھا کر دیکھ لو

چشم تر کو آپ جو کم جانتے ہین ابر سے — تو مقابل ابر کے مجھکو رلا کر دیکھ لو

آپ بن سوزان گریان کس طرح کٹتی ہے رات — شمع مومی بزم مین اپنی جلا کر دیکھ لو

مو بمو حال پریشان تم اگر دیکھو مرا — آئینہ خانی مین اپنی زلف جا کر دیکھ لو

آپ بن جو نور کی ہے شکل اب مین کیا کہوں — قیس کی تصویر کا نقشہ کھینچا کر دیکھ لو

غزل

ظلم کے تیرے ہین گواہ خانہ بخانہ کو بکو — بسکہ پھرون ہون فرادخواہ خانہ بخانہ کو بکو

تجھکو فقط چراغ شام ڈھونڈھتی ہین گھر بگھر — پھرتی ہی باد صبح گاہ خانہ بخانہ کو بکو

دل سے اٹھا کی دست صبر منھہ سے ملونگا اسکا پانون — پوچھونگا اپنا جا گناہ خانہ بخانہ کو بکو

دیکھی ہے جب سے خلق نے تجھ سے مری معاملت — مانگے ہے عشق سے پناہ خانہ بخانہ کو بکو

سونپون ہون جسکو منصفی جرم کہی ہے میرے سر — تنگ ہوئی ہے مجکو راہ خانہ بخانہ کو بکو

غزل یقین

گرہ کھولو نہ زلف یار کے شانی کو مت چھیڑو — جنون کے دن ہین زنجیر سے دیوانے کو مت چھیڑو

غزل جرأت

اک بت کی کاکل کی حکایات ہی واللہ

دل چھین لیا اس نے یہ کیا رات ہی کیا رات ہی کیا رات ہی واللہ

عالم ہی جوانی کا جو وہ ہاتھ دکھاتا ... کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات ہی واللہ

کیا گات ہی کیا گات ہی کیا گات ہی واللہ ابھرا ہوا سینہ

دشنام کا پایا جو وہ اچھے لبون سے ... صلوات ہی صلوات ہی صلوات ہی واللہ

جرأت کی غزل جس نے سنی اس نے کہا واہ ... کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات ہی واللہ

غزل سودا

[illegible]

تکلم کرے کیا کوئی تیرے ساتھ
فصاحت فزا ہے تری گفتگو

نہ مشک ختن کی ہے بو اس طرح
جو ہے تیری زلف معنبر کی بو

نہ ثانی ہے دور جہان مین کوئی
ترا اے شہ نیکوان خوب رو

جدا ایک لحظہ نہ کر اے صنم
ہمیشہ اس احمد کو رکھ روبرو

ردیف ہای ہوز غزل صاحب

گر تجھے قتل ہے منظور تو آ بسم اللہ
تیغ موجود ہی حاضر ہے گلا بسم اللہ

ہمتو حاضر ہین نہین کرتے ترا حکم عدول
خون دل تو جو پلاتا ہے پلا بسم اللہ

دیکھیے تیری ملاقات مجھے کب ہو نصیب
ہجر مین تیری مرا دل تو چلا بسم اللہ

اس طرح خوب نہین جان کا دینا بسمل
اس تڑپنے پہ ذرا پڑھ تو بھلا بسم اللہ

گر ترحم ہی تجھے حال پہ صاحب کے سجن
زخم دل کا تو اب آ اسکا سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا بر مین تڑپتا دل بیتاب ہے واللہ
سیماب ہی سیماب ہی سیماب ہی واللہ

تاب رخ دلدار سے ہمتاب ہو خورشید
کیا تاب ہی کیا تاب ہی کیا تاب ہی واللہ

ہان پنجۂ مژگان مین ترے اشک کا گوہر
نایاب ہی نایاب ہی نایاب ہے واللہ

کہتا ہی وہ شمشیر دکھا تشنہ لبون کو
کیا آب ہی کیا آب ہی کیا آب ہی واللہ

مشتاق ہمین کر کے بھلے آئے جناب آپ
آداب ہی آداب ہی آداب ہے واللہ

غزل سودا

[illegible]

اے شیخ کی سج دھج پر کیونکر نہ ہنسیں نادان
سن نظم کو سودا کی منہ پھیر لگا کہنے

داڑھی ہے سو وہ نادر دستار سو یہ تحفہ
آفاق میں وہ شہرہ اشعار سو یہ تحفہ

غزل سلطان

میں ہوں اور نالہ شبگیر ہے اللہ اللہ
غم ہے اور یہ دل دلگیر ہے اللہ اللہ

درد سینے میں مری یاد سے اُس قاتل کے
نوک مژگاں ہے اور تیر ہے اللہ اللہ

چاہ کر تجکو میں اس چاہ بلا میں ڈوبا
خواب یوسف کی یہ تعبیر ہے اللہ اللہ

کس لیے اس دل ناداں کو لبھایا منہ
انکھوں کی کون سی تقصیر ہے اللہ اللہ

سرخ پوشاک سے بے طرح نظر آتے ہو
کس کے یہ قتل کی تدبیر ہے اللہ اللہ

چھوڑ دو اس دل دیوانہ کو مت قید کرو
پیروں میں زلف کی زنجیر ہے اللہ اللہ

ہم مریں غم میں ترے تجکو ٹھٹھولی سوجھی
کیا بری میری بھی تقدیر ہے اللہ اللہ

نہ تو ڈرتا ہے خدا کا نہ تجھے الفت ہے
سنگدل ظالم بے پیر ہے اللہ اللہ

دل گیا ہاتھ سے اور جی سے گئی تاب و تواں
خاک جن قدموں کی اکسیر ہے اللہ اللہ

چوموں میں ہاتھ مصور کا کہ جس نے پیاری
کھینچی اس طرح کی تصویر ہے اللہ اللہ

کیا کروں وصف ترا تجکو سنوارا حق نے
جلوۂ نور کی تاثیر ہے اللہ اللہ

جب سے دیکھا ہے ترے حسن کو اے راحت جان
تب سے سلطان جہانگیر ہے اللہ اللہ

شب کو مجنون نے مجھے آن کے محسن پوچھا
مین کہا زر نہ جواہر سے ملے ہے پیارے

دل کا کس قیمتون پر مول لگا ہی شیشہ
نقد الفت سے مگر ہان یہ ملا ہی شیشہ

غزل سراج

دل اس پری کی زلف شکن پر شکن کو دیکھ
اور ہر شکن مین نافہ مشک ختن کو دیکھ

اے دل اگر ہے مانگی آہ غم سے تجھے
حلقے مین پیو کی زلف حب الوطن کو دیکھ

دیکھی نہین جو گلشن امید کی کلی
اس گلعذار غنچہ دہن کے دہن کو دیکھ

لگ گل ہوا ہی باغ محبت سے دل مرا
گر آرزو ہی سیر ہے تو اس چمن کو دیکھ

اک پل مین میری جان سے انجان ہو گیا
اس دیدہ باز شاہد پر فن کے فن کو دیکھ

بیجا نکر تو لاف غرور اس سے او سراج
اس تند خو کی ابرو شمشیر زن کو دیکھ

غزل گویا

قتل کیجیے روا ہے یہ
اپنی قسمت کا بس لکھا ہے یہ

نیم بسمل کی کیا ادا ہے یہ
عاشقو لوٹنے کی جا ہے یہ

کاٹ کر سر لگا ہے ٹھوکر
قتل عاشق کا خون بہا ہے یہ

کیا ہی نام خدا ہے میرا صنم
بت جسے کہتے ہین خدا ہے یہ

کوستے ہو جو ہاتھ اٹھا کر تم
اپنے نزدیک تو دعا ہے یہ

گو صنم مردے زندے کرتا ہے
کون کا فر کہے خدا ہے یہ

آنی سے صنم مجلس رندان مین ہوا کیف — آنکھون مین تری مے کی خماری نظر آئی
رونے سے مرے سبز ہوا باغ عنایت — چشمون کی گھٹا ابر بہاری نظر آئی
دنیا سے گیا گور مین تو بھی نہ پڑا چین — تجھ زیر زمین بھی نہ قراری نظر آئی
ہر صفحۂ گلشن پہ نظارہ سے صنم کے — باللہ کہ عجب نقش و نگاری نظر آئی
عاشق کو بجھا قتل کیا ایک نگہ سے — کیا شوخ تری ظلم گزاری نظر آئی
کب یار فقیہ ہووے تری ظلم سے ظالم — تجھ ہجر کی سینے مین کٹاری نظر آئی

غزل نیاز

دکھلائی داغ دل نے گلستان نئے نئے — وحشت نے کھا رہی ہی بیابان نئے نئے
حوریان سے مجھکو الٰہی بچائیو — پیدا ہوئے ہین جان کی خواہان نئے نئے
دیر و حرم مین کوئی نہین تیری راہ پر — کافر نئے ہین مسلمان نئے نئے
مین اسطرح جنون تری ہاتھون سے تنگ ہون — لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے
کسطرح ہو گذر در جانان پہ ای نیاز — دربان نئی نئی ہین نگہبان نئے نئے

غزل عاقل

تیری الفت مین ہوئے جان کے خواہان کتنے — تشنۂ خون ہین مری گبر و مسلمان کتنے
ایک امید بھی تجھ سے نہ بر آئی میری — رہ گئی دل مین مرے حسرت و ارمان کتنے
نہین ملتا تری ناقے کا پتا اے لیلے — چھان مارے تری مجنون نے بیابان کتنے

نہ کر تو فکر اے قادر جہان مین اپنے عصیان کی ۔ شفاعت کو تیرے بس محمد مختار کافی ہے

غزل لطیف

داغ ہجران کا نجاوے گا کبھی دل سے مرے ۔ یہ نشانی تو ملی ہے مجھے قاتل سے مرے

وصف اُس شوخ نگہ کا نہ زبان سے ہو کیسے ۔ حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سے مرے

حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیماری کا ۔ ظاہر آثار تو ہے یار و شمائل سے مرے

شب کو تعویذ پہ اُسکے جو کیا دست دراز ۔ بولا چل دور ہو کیا کام حمائل سے مرے

چاہا ہر چند کہ مین دامن لیلی پکڑون ۔ ہاتھ تو دور ہمیشہ رہے محمل سے مرے

قتل تو اُس نے کیا مجھکو پہ شمشیر نہ کی ۔ آنچ کو تاہی ہی ملی صاحب قاتل سے مرے

آگ لگجاوے نہ دنیا مین مجھے ڈر ہے لطیف ۔ آہ سوزان جو نکلتی ہے نہان دل سے مرے

غزل

اسقدر ہم پہ ناتوانی ہے ۔ موے سر سے بھی سرگرانی ہے

میرے زخمون پہ مت رکھو مرہم ۔ میرے قاتل کی یہ نشانی ہے

ملوے چھید چھید کے ہوگئے غربال ۔ ہمنے صحرا کی خاک چھانی ہے

حال دل پوچھ لو طبیبون سے ۔ کیون مرا رنگ زعفرانی ہے

چاہیے زخم دل ہرے ہو جائین ۔ پہنی پوشاک اُس نے دھانی ہے

غزل انشا

غزل سودا

مجھ مین ہے سو وفا تو جفا کار کون ہے
دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہے

تیری لب و دہن کی حسرت مین ای گل اندام
کرتی ہین کیا قیامت شعر جو دی ہین نسبت

غنچہ کو دلفگاری گل کو ہی سینہ چاکی
تجھ خوش خرام قد سے سرو شکستہ پا کی

غزل عاصی

خیال آتا ہے سیج گل کی بچھاؤن مین پیمبر کے نیچے
یہ خوف ہی جیسے رگ گل برنگ خار اُس کمر کے نیچے

یہی ہے تسکین وقت آخر مین تیرے بیمار ناتوان کو
کہ سنگ تیرے ہی آستان کا بجائے بالین ہو سر کے نیچے

چمکتا تھا رخ پہ اُسکے عرق کا قطرہ وہ اس طرح سے
ستارہ جیسے ہو جگمگاتا فلک کے اوپر قمر کے نیچے

چمن مین طائر یہ جوش مستی سی چہچہاتے ہین دیکھ گل کو
جو میرے گل رو کو دیکھ لیوین تو گھین منقار پر کے نیچے

نگاہ خونریز ایسی آفت کہ تیغ برق اُس سے ہووے نادم
جو فرق دشمن پہ دھیان گذری تو آکے ٹھہری کمر کے نیچے

چڑھا وہ کوٹھے پہ جبکہ قاتل تو سب پکاری ہات کی خلقت
کہ تیری دہشت سی حور نکلی چھپائے منھ کو سپر کے نیچے

انصاف کسکو سونپتے اپنا بجز خدا
منصف جو بولتی ہین تجھ سی ڈرے ہوے

نزدیک اپنے رہنے سے مت کر ہمین تو منع
ہین لاکھ کوس جب تری دل سے پرے ہوے

مجلس مین تجھو کرون کی جو حجرے سے شیخ جی
آئی تو پھر خدا نے کہا مسخرے ہوے

سودا نکل تو گھر سے کہ اب تجھکو ڈھونڈھتے
لڑکے کھڑے ہین پتھرون سے دامن بھرے ہوے

غزل آصف

یہ اشک چشمون مین اب تم رہی رہی نہ رہی
حباب بحر کوئی دم رہے رہے نہ رہے

تو اپنی شیوہ جور و جفا سے مت گذری
تری بلا سے مرا دم رہے رہے نہ رہے

قمر کو ہوتا ہی ہر ماہ مین کمال و زوال
تری بھی حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے

شتاب آکہ تری دید ٹک میسر ہو
یہ دم لبون پہ ہی اب کم رہے رہے نہ رہے

عرق ہی منہ پہ تری خوشنما صنم لیکن
ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نہ رہے

جو وصل مین ہو جدائی تو کیا کری آصف
یہ اتفاقات ہی باہم رہے رہے نہ رہے

غزل آبرو

تمھارا دل اگر ہم سے پھرا ہے
تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے

ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن
کہو ہمنے تمھارا کیا کیا ہے

ہوے ہو اسقدر بیزار ہم سے
سبھی تم کو کہین گے بیوفا ہے

وہ احمق ہے کہا ہی جس نے تم سے
ملو جس سے تمھارا دل ملا ہے

یار کے ملنے کی بھی ہمکو طرح آتی نہین — طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیے
آہ و نالے کی حقیقت دیکھتا ہون عشق مین — کیا گذرتی ہوگی تا بابان دل سے پوچھا چاہیے

غزل سودا

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے — اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے
جو گذرتی ہے ہماری حال پر زلفو نکو دیکھ — اسکی ماہیت کہین سنبل سے پوچھا چاہیے
خندہ خوبان بجا ہے بادہ نوشون کے اوپر — بیخودی کی بات کو بسمل سے پوچھا چاہیے
اہل کشمیر و صفاہان عیش کرتے ہین مدام — ہند کی لذت کے تئین کابل سے پوچھا چاہیے
لوگ کہتے ہین ابوالخیر حزین سودا ہوا — کچھ علاج اس مرض کا کامل سے پوچھا چاہیے

غزل قسمت

گر وہ بت کافر شب مہ بام پہ آوے — اک ماہ دوم ماہ فلک کو نظر آوے
مژگان تری دل مین مری جس دن سے کھبی ہے — ناسفتہ نہ دیکھا کوئی لخت جگر آوے
مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو ٹالے — رستم جو نہ آوے تو وہین اسکا سر آوے
تو بر سر بازار جہان جلوہ نما ہو — خورشید فلک چرخ سے نیچے اتر آوے
جون ماہ منور ہو شب تار ہماری — قسمت وہ اگر چاند سی صورت نظر آوے

غزل سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی — نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

غزل عاشق

غزل رند

کل جو ہم یار کی شمشیر تلے بیٹھ گئے
وہ بہت ٹال رہے ہم نہ ٹلے بیٹھ گئے

ہم اٹھے یار کے در پر سے وے سو سو بار
صید مجروح کے مانند چلے بیٹھ گئے

گلشن دہر مین دو روز عبث آن کے ہم
سرو کی طرح نہ پھولے نہ پھلے بیٹھ گئے

جب بیٹھے انجمن اغیار سنو حضرت دل
ہم بھی گھبرا کے نہ ہاری نہ ٹلے بیٹھ گئے

وہ تو کب خوش تھی کہ قربان ہین عید روز
ہم مگر شوق مین اپنے نہ ٹلے بیٹھ گئے

اشک کے سیل سے اور آہ کے شعلے سے مرے
عقل اور ہوش بھی گھر بار چلے بیٹھ گئے

قیس و فرہاد سے اے رند ملے ہم کل رات
رو دیا تنگ گلے مل مل کے گلے بیٹھ گئے

غزل سودا

نسیم ہے تری کوچے مین اور صبا بھی ہے
ہماری خاک سے دیکھ کچھ رہا بھی ہے

ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے

جلے ہے شمع سے پروانہ اور مین تجھ سے
کہین بھی مہر سے جلتین بھلا وفا بھی ہے

زبان شکوہ سوا اپنے مانی مین میہات
کوئی کسی ستی ہمدم بھی آشنا بھی ہے

ستم روا ہے اسیرون پہ اسقدر صیاد
چمن چمن کہین بلبل کی اب نوا بھی ہے

سمجھ کے رکھو قدم دشت نجد مین مجنون
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے

غزل رفعت

جان رفعت کی لبون تک آئی ہے

یہ جدائی جگر جلاتی ہے — آنکھ بھی اشکِ خون بہاتی ہے
دل تو کچھ یک بیک نہین ملتا — پہلے یہ آنکھ گھر ڈباتی ہے
چشم مشاطہ کی سزا ہے یہی — جیسا کرتی ہے ویسا پاتی ہے

غزل افسون

صدقے ہین تری زلف کی اور تار تار کے — دستارِ گل انار و قبا بوٹہ دار کے
بلبل نے وقتِ قید کے رو رو یون کہا — صیاد مان واسطے پروردگار کے
بیچو گے تو سہی ذرا اتنا تو سوچو — دیکھو تو ہاتھون ہاتھ کسی نوبہار کے
یہ ہی وطن ہمارا ہے تم پوچھتے ہو کیا — ہم رہنے والے ہین اسی باغ و بہار کے
افسون تو شاد رہیو زمانہ کریگا کیا — ہم ہین غلام اُس شہ دلدل سوار کے

غزل یقین

کرتے ہین اپنے بال دکھا بتلاتے مجھے — اس پیچ سی تیون کی نکالی خدا مجھے
دل نے تو دی ہے میری بڑھا لوٹنے کی قدر — کرتی ہے بال بال سے چلتے دعا مجھے
جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر — کرتے تو کی یہ راست آئی وفا مجھے
مین خاک تو ہوا یہ مری آبرو نہین — کرتا ہی خوار دیدہ جدا دل جدا مجھے

مین گور ہا ہون یار کے پاؤن پہ ای یقین
آتی ہے راست سایۂ گل کی ہوا مجھے

عشق ہاتھوں سے تیرے کیا کیا لیے / نام سے گذرے اور نشان سے گئے
شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم / سنیو اک دن کہ جسم و جان سے گئے
ایک دن ہنسنے یار سے یہ کہا / ابتو ہم طاقت و توان سے گئے
ہنس کے بولا کہ سنتا ہے آصف / یوں ہی کہہ کہہ کے لاکھوں جان سے گئے

غزل رضی

فندق پہ تیری دیکھی ہے کس شان کی سرخی / پہونچی نہ جسے پنجۂ مرجان کی سرخی
تعریف دہن کی کہوں یا لب کی تیرے / مسی کی ادا ہے کہوں یا پان کی سرخی
الماس نظر آتی ہیں یاقوت کے مانند / پڑتی ہے کرن پھول پہ جب کان کی سرخی
قاتل تجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے / دھو ڈال ذرا گوشۂ دامان کی سرخی
سنیے یہ غزل مجھ ستی اب تازہ رضی آپ / دکھلاؤں تمہیں صاف گلستان کی سرخی

غزل فدوی

آہو بھی خجل ہووے مصور ذرا دم لے / تصویر لکھی جاتی ہے نرگس کا قلم لے
دیکھا نہیں تو حمد مختار کا لشکر / جبریل بھی جس فوج میں چلتا ہے علم لے
گرمی سے عرق ہو گیے جلتے ہوئے اشک / اس سایۂ مژگان تلے ٹک بیٹھ کے دم لے
ہم دل کو گنوا بیٹھے تصور میں اسی کے / اور پھر بھی خردمندی سے چل راہ عدم لے
اس بت کی پرستش کے لیے شیخ ہوئے ہم / کعبے کو چلے نام خدا نام صنم لے

ستایا ہی ناحق ہمین تو نے ظالم
یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان
نہ سینے کے قابل نہ جاے رفو ہے

شفق نیلگے گردون پہ ہوتا ہی ظاہر
یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے

عبث مجھکو ہنس ہنس کے دیتے ہو گالی
زبان کو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے

اگر اب کی باری شبِ وصل بولا
چھری اور مرغِ سحر کا گلو ہے

رہی سایۂ پنجتن پا و شتہ پر
خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل قمر

ہزار بار جو ہم چاہ سی بلاتے تجھے
تو کس غرور سے تم ایکبار آتے تھے

کبھی تو شرطِ وفا ہو چکی ادا بس کر
اسی بھروسے پہ تم دوستی نبھاتے تھے

ذرا تو یاد کرو جان وقت وہ کیا تھا
گلے مین ہاتھ تھا اور منھ سے منھ ملاتے تھے

لبِ شکر وہ عجب دن تھے بھولتی ہی نہین
تمھاری منھ سے جو ہم گالیان بھی کھاتے تھے

اگرچہ روٹھ بھی جاتے تھے پھر بھی ہم تکو
گلے سے اپنے لگا وان پہ ہم مناتے تھے

ہر ایک تیغ ستم تھا وہ پھول کی تھی چھری
اے گلبدن تری کیا کیا جفا اٹھاتے تھے

ہزار حیف کہ کہتے ہو تم شرست آ کو
کبھی زبان کے اوپر بھی یہ نہ لاتے تھے

غزل شرر

کیا نکلے سخن عاشقِ دلگیر کے منھ سے
کوئی بات سنی ہو گی نہ تصویر کے منھ سے

قتل کرکے مجھکو اب سنگین دلوں نے یوں کہا — قتل ہو جانا ولیکن پھڑپھڑانا منع ہے
مت تڑپنا دیکھنا خنجر تلے اے صید دل — عشق کی مقتل میں دست و پا ہلانا منع ہے
اے ظفر تمکو ہمیشہ چاہیے عشرت مدام — اب تمہیں چالیس دن مہندی لگانا منع ہے

غزل

وہ صنم حال میرا کیا جانے — ہوں میں کس فکر میں خدا جانے
اسکے ملنے کی مجھکو تہمت ہے — وہ کہاں ہیں کہاں خدا جانے
ہم تو روتے ہیں ہنستے ہیں اغیار — قدر بلبل کی زاغ کیا جانے
ہو مٹھ چاٹا کرے وہ ساری عمر — لب شیریں کا جو مزا جانے
سن کے احوال میرا کہنے لگا — ایسا جھگڑا مری بلا جانے
ایسے سفاک سے ڈرو یارو — خون عاشق کا جو حنا جانے
بخدا بت کسی کے دوست نہیں — اُن کو دشمن ہی جان کا جانے

غزل اوصاف

وہ کہاں جیتے رہے جو بیوفائی کر گئے — مر گئے آخر نہ کس سے آشنائی کر گئے
عمر بے پایاں پہ اپنی اسقدر نازاں نہو — مر گئے ان کو نہ چھوڑا جو خدائی کر گئے
آرسی میں عکس اپنا دیکھ کر لائے غرور وہ — چار دن کی زندگی میں خودنمائی کر گئے
عیب جوئی کرکے اکثر وہ ہنسا کرتے تھے یار — ہاتھ سے اپنے وہ اپنی جگ ہنسائی کر گئے

کل رات کو باتین تو ہوئین تیری ہمارے — اور اُس سوا درپیش تری بات نہ آئی

جو بھید کی باتین تھین مگر آنے کی خاطر — کہتے ہین کہین تجھ سے تو وہ بات نہ آئی

اب زندگی باقی ہے تو پھر آن ملین گے — کل تیری میسر جو ملاقات نہ آئی

ایمان و دل و دین سبھی چھوڑ گئے ہم — اِن باتون مین سے ایک بھی کوئی سات نہ آئی

اشکون کی گھٹا چھائی ہے آنکھون مین قضا کی — اس طور کی رنگین کبھی برسات نہ آئی

غزل ناسخ

کمر تیری گم ہے تجھے جستجو ہے — دہن بھی نہان ہے یہی گفتگو ہے

جو ہین مو شگاف اُن کی یہ گفتگو ہے — کمر کیا ترے جسم مین ایک مو ہے

تری آرزو ہے اگر آرزو ہے — یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے

یہ اندھے ہین جو کہتے ہین ہم ہی ہم ہین — جو آنکھین ہین روشن تو پھر تو ہی تو ہے

کیا پانی پانی ترے قد نے ایسا — کہ سرو لب آب جو آب جو ہے

نہ مین ہون مخاطب تو ہے مخاطب — وہی مین وہی تو نہ مین ہون نہ تو ہے

وہی بے جہت ہے وہی شش جہت سے ہے — جو اک سو ہے سب سے وہی چار سو ہے

یہ کہہ تو بھی اب درد کی طرح ناسخ — جدھر دیکھتا ہون وہی روبرو ہے

غزل وحشت

کیا بلا ہی میری قضا آشنائی آپ کی — مار ڈالے ہی غرض ہمکو رکھائی آپ کی

غزل خلیق

رغان قفس کرتے ہین سب نغمہ سرائی — کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی
عشاق کو نرگس نے کہین آنکھ دکھائی — کر چاک گریبان کو نسیم سحر آئی
اس یار کی ملنے کی جو امید مجھے تھی — کیا راہ گئی بھول قضا تو کدھر آئی
جس گھر مین ہم رہتے تھے مدت سے ہم اور یار — خالی وہ مکان دیکھ مری چشم بھر آئی
بیمار کی لیے جلد خبر اپنے مسیحا — کیا فائدہ اس سے جو اجل کام کر آئی
گلشن مین کسی شخص کا اک ڈھیر ہے بلبل — منقار مین لیجا کی وہان پھول دھر آئی
ایسا بھی کہین سودا ہوا ہوگا جہان مین — آفت جو خلیق جگر افگار پہ آئی

غزل عاجز

عرق جب اس پری کی چہرہ پر نور سے ٹپکے — تجلی ہو گل سے شبنم جون لہو نا سور سے ٹپکے
مری آنکھون سے خونی اشک یون گرتے ہین پلکون پر — لہو سولی کا اوپر جون سر منصور سے ٹپکے
اگر کیفِ سخن میرا نہال تاک کو پہونچے — صراحی شاخ نیچا وہ شراب انگور سے ٹپکے
اگر اس زلف مشک آمیز سے چینی مین بال آوے — عجب کیا عطر و عنبر کاسہ فغفور سے ٹپکے
کرون فریاد رو رو یار کو جب یاد کر عاجز — دم اسرافیل کا ہو ہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل غافل

اس رنگیلے نے جو ہاتھون مین لگائی مہندی — کون سے باغ کی بیچ کہیو منگائی مہندی

جان دیتا ہی تری ہجر کی سختی سے سراج | آشنائی ستی یہ جان رمق باقی ہے

غزل مقتول

تمنا سیر گلشن کی ابھی صیاد باقی ہے | نہ کر قید قفس گل سی ہمین فریاد باقی ہے

ہوا من سی تو دھویا تو کیا لیکن قیامت تک | ہمارا خون تری گردن پہ ای جلاد باقی ہے

نہین دیکھا باغ مین جا کر نہ گل ہی اور نہ غنچہ ہی | چمن مین بلبلونکی ہر طرف فریاد باقی ہے

نہین دیکھا لیلی و مجنون کو اور فرہاد و شیرین کو | ولے ارمان اُس تصویر کا بہزاد باقی ہے

نہ لوہو ہی جگر مین اور نہ آنسو آنکھ مین میری | مگر خون محبت دل مین ای فصاد باقی ہے

نقاب عنبرین رخ سی اٹھا دی او پری پیکر | کہ تیری درس مین ہمکو مبارکباد باقی ہے

سخن کیسے وہ جو تھی استاد عنقا ہو گئے یارب | مگر اسوقت مین مقتول اک استاد باقی ہے

غزل سودا

ہم ہین وارستہ محبت کی مددگاری سے | سب سے آزاد ہوئے دل کی گرفتاری سے

شب غفلت سے مری ایک فقط عیش و شباب | خواب آور ہو سحر رات کی بیداری سے

تجھ طلب مین یہ کہو آپکے مین نے کہ زان | طالب اپنا مین ہوا تیری طلبگاری سے

مے پرستی ہی وہی باعث آمرزش خلق | توبہ صد قوم کی ہی میری ہی میخواری سے

شکوہ ہی جو یہ جفا کا تری کس کافر کو | مجھ پہ جو گذری ہی سو میری وفاداری سے

کام دل جب سے نہین ہو تجھ سی ہمارا حاصل | کام اپنا تو ہوا جاکے ہی بیکاری سے

غزل دانا

جوہر سے کب آلودہ ہی شمشیر کسو کی — یہ قتل کے محضر پہ ہے تحریر کسو کی

بیرحم ہزارون کو کیا قتل جو تو نے — ثابت نہ ہوئی ایک بھی تقصیر کسو کی

گل چین نے چمن مین جو لب غنچہ کو دیکھا — آنکھون کے تلے پھر گئی تصویر کسو کی

آتی ہی جو پازیب کی جھنکار کی آواز — یان قید مین بھی ہل گئی زنجیر کسو کی

حاصل تجھے کیا ہی ارے بھاگ سے اسکے — کب مانتا ہی وہ بت بے پیر کسو کی

دانا جو نسیم سحری عطر فشان ہی — شاید ہی کھلی زلف گرہگیر کسو کی

غزل نور

موا جاتا ہون تری ہجر کی مارے آرے — مری جانی مری دلبر مرے پیارے آرے

آرے گو سر پہ چلا میرے و لیکن مین تو — شوق مین تیری کہے جاونگا آ تیرے آرے

مدتین ہوگئین پھرتے ہوئے اغیار مین — ایک دن رات کو مہمان ہمارے آرے

یاد کرکے وہ ترا چاند سا مکھڑا اے نور — بیٹھا گنتا ہون فلک کے مین ستارے آرے

نور بیتاب ہی از بسکہ جدائی سے تری — رشک خورشید مرے ماہ کی پیارے آرے

غزل طور

بزم مین رونے لگے یار کی سمجھانے سے — راز دل چھپ نہ سکا اشکون کے آنے سے

محتسب جا وہی آتی کہین سمجھانے سے — دل کو شیشے سے ملون آنکھ کو پیمانے سے

بچاوے کسطرح انشا سراپا اس غزل کو | کہ لاکھوں وضع کی ہر ایک شمع کی لگاوٹ ہے

غزل

بال زلف یار کو رخ پر جو بل کھانے لگے | چشمۂ خورشید میں بھی سانپ لہرانے لگے
آفتاب حسن کو جھٹ آب پیتا دیکھ کر | خانۂ خورشید میں ہم اشک ٹپکانے لگے
دیدیا سرمہ جرس کو کاروان کی شب نے آہ | جیوں بگولا ہر زبان جنگل میں بھٹکانے لگے
عشق بھی سبقت کرے ہے تیغ خوف یار کو | جو کہ جوہر تجھ نہاں سب صاف دکھلانے لگے

غزل مولائی

دل ہوا پابے بزنجیر خدا خیر کرے | دام ہے زلف گرہ گیر خدا خیر کرے
کس کی آمد ہے صبا آج جو گلشن کی طرف | کہتی ہے بلبل دلگیر خدا خیر کرے
سرخ پوشاک میں بیٹھی ہو یا تخت اوپر | کس کے ہے قتل کی تدبیر خدا خیر کرے
شمع بنسمل مجھے بستر پہ تڑپتے دیکھا | ہنس کے بولا بت بے پیر خدا خیر کرے
کل عیادت کو جو وہ آیا تو کہتے میں رقیب | ہوئی مولائی کی توقیر خدا خیر کرے

غزل غریب

ہو بیان کس سے مرے یار بھلائی تیری | عقل حیران ہے مری دیکھ صفائی تیری
آفریں کیسے میاں تیرے مصور کے تئیں | جس نے اس خوبی سے تصویر بنائی تیری
کیا کروں کس سے کہوں کون کریگا آسان | سخت مشکل ہے مرے حق میں جدائی تیری

تمہارے طرّہ نے رہزن چھین لی سرِ شام — متاعِ صبر سی داد خواہ کی گھڑی
حضور میں مری رحمت کی جھک نہیں سکتا — کہ سر پہ ہو مرے بارِ گناہ کی گھڑی
رکھی ہی کون جنون وادیِ محبت مین — بغیرِ آبلہ پا خارِ راہ کی گھڑی
بہم ہوا تھا جو کچھ یان طوافِ کعبہ سے — کرشمہ زدہ بتون کے تباہ کی گھڑی
کوئی تو غرق ہی بحرِ فراق کا یان شوخ — نہیں حجاب یہ ہی سوزِ آہ کی گھڑی
ابھار سینے پہ اُسکے کچون کا ہی یارے — یہ شاہِ حسن کی ہی خیمہ گاہ کی گھڑی
پڑا ہی ناز و ادا کا بہم جو یہ لشکر — بجا ہی گر کہین گردِ سپاہ کی گھڑی
زمین لکھیری کی گرم اُسکین ہی کیا خاک — مگر بزورِ طبیعت نباہ کی گھڑی

غزل مصحفی

لافِ خوبی تری عارض پہ جو گلشن مارے — آستین رخ پہ صبا طیش سی دامن مارے
کیا غضب ہے کہ جو غنچے مین کھلے بال بکھر — اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے
ہی یہ خوش حال انھون کا جو تری کوچے مین — خاک پنڈلی کو ملے بیٹھے ہین آسن مارے
دشمن و دوست کو الفت ہی تری ایک کیا — ہاتھ پر ہاتھ نہ کیون شیخ و برہمن مارے
وہ جو آنکھیں ہین تری رہزنِ خوبان کافر — قافلے لوٹ لیے سیکڑون رہزن مارے
ہم تری واسطے ای غیرتِ لیلے کب سے — قیس کی طرح پڑے پھرتے ہین بن بن مارے
ضبط سے مصحفی اب کام ترا در گذرا — کب تلک غم مین کسی کے کوئی تن من مارے

روز گل کھاتا ہون فرقت سے تری سینے پر	سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہے
رات سب وصل کی خفگی مین کٹی ہای نظیر	دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے

غزل جرأت

درد و غم عشق نے مارا ہے مجھے	اب نہین دم لینے کا یارا مجھے
بات مین کس سے کرون ای مہربان	دھیان تو رہتا ہی تمھارا مجھے
ڈوب گیا پر نہ وہ ہاتھ آیا یار	بحر محبت کا کنارا مجھے
چونک پڑا سنتے ہی آواز یار	مین یہی سمجھا کہ پکارا مجھے
ہجر کی شب دیکھیے اب کیا دکھائے	دن تو گیا روتے ہی سارا مجھے
اُف نکرون نام کا جرأت ہون مین	چیرے اگر عشق کا آرا مجھے

غزل احمد

لب اُس گل رعنا کا عقیق یمنی ہے	دندان بدخشان کے ہیرے کی کنی ہے
کاکل کی عجب موج نمایان ہی غضب یہ	اور اُسکے سوا پلکون مین پھر صف شکنی ہو
اور زیر شب زلف ہی عارض کی شفق مین	کیا خوب طرحدار وہ غنچہ دہنی ہے
کہتا ہون شب وصل مین کیا خوب ہوا ہی	جو بات مین سب یار مگر کم سخنی ہے
کیا ناز ہی کیا خوب ہی کیا جلوہ گری ہے	رفتار کبک تس پہ یہ نازک بدنی ہے
ہر سرو سہی قامت دلجوی خراسان	تصویر بھی یہ قدرت مولیٰ سے بنی ہے

تیر غمزہ کو چڑھا کی تو نے کھینچی ہے کمان | خونریزی پر غیرون کی ترا آہنگ ہی
جسنے کوچہ مین ترے آ کے کیا ہوگا مقام | ساق پا چلنے مین اسکی مثل اعرج لنگ ہی
ذات مین معشوق کی پائی نہین ہرگز وفا | عاشقان باوفا سے جنکو ہر دم جنگ ہی
دلبرون سے کب تلک جو روجفا کھینچے لطیف | چھوڑدی عشق بتان گر تجکو نام و ننگ ہی

غزل خلیق

تیر نگاہ یار نے مارا ہے مجھے | اب تو نہین جینے کا یارا ہے مجھے
عمر مین اپنی کبھی اے مہربان | پیار سے اک دن نہ پکارا ہے مجھے
ہمسے خفا غیر سے ہو ہم کلام | ظلم نہین ایسا گوارا ہے مجھے
بحر الم مین ترے کب تک رہون | یار لگا اب تو خدارا ہے مجھے
کس سے کہے حال دل اپنا خلیق | تجھ سوا اب کون ہی پیارا ہے مجھے

غزل

چمن کوچۂ جانان سے صدا آتی ہے | ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے
کون بھرتا ہے دم سرد جو آتا ہے مدام | ٹھنڈی ٹھنڈی ترے کوچہ سے ہوا آتی ہے
کس کے مین دست حنائی کا ہون خجی یارو | جو ہر اک زخم سے خوشبوئے حنا آتی ہے
التجا یار کی رکھتا ہے ہر شام سے دل | رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے
چھوڑ جاتا ہے جو وہ مجکو اکیلا گھر مین | در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

غزل معین الدین

راضی ہین ہم اُسی مین جو وہ دلربا کرے	چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے
دل سا رفیق جسکا جدا ہو گیا ہو یار	وہ اپنی بیکسی پہ نہ روئے تو کیا کرے
جس نے ہمارے دوست کو ہمسے جدا کیا	وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے
کہتا ہے یہ معین کہ اے میرے دوستان	آسان سبھون کی مشکلین مشکلکشا کرے

غزل

دیوانہ کیا بزم مین شب آکے کسی نے	بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے
دیکھا جو مین نے ہاتھ کلائی نکل آئی	دین گالیان لاکھون مجھے جھنجھلا کے کسی نے
کچھ دست درازی کا کیا خیال نہین ہے	جھٹکا یا مرے ہاتھ کو شرما کے کسی نے
رکھہ ہاتھ مرے سینے پہ گلدستہ نرگس	مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے
سمجھا مجھے دیوانہ سا اُس شوخ نے اکبار	دل چھین لیا مفت مین بہلا کے کسی نے

غزل

مین وہ نہین معین کہ تجھ سے دل مرا پھر جائے	پھرون مین تجھ سے تو مجھ سے مرا خدا پھر جائے
یقین ہے کہ جدھر کو وہ دلربا پھر جائے	مثال قبلہ نما دل وہین مرا پھر جائے
پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جائے	بتون سے ہم نہ پھرین ہمسے گو خدا پھر جائے
الٰہی وہ نہ پھرے جسکے غم مین مرتا ہون	بلا سے خلق پہ گو چرخ جفا پھر جائے

تجھ چہرۂ زرتار کی تارون کی جھلک دیکھ
آنکون مین نہین تار ہی
ای سروسہی داغ جدائی کی خبر لے
رکھ بزم تماشا
تجھ ابرؤ خونریز کی شمشیر کی او چھڑ
ہی جس کے جگر پر
ہر جانے اگر ہوش سے بیہوش ہوا ہون
ای ساقیٔ گل رو
نسبت سے تری حسن کی ہی پھول کی پنکھڑی
تو سب مین ہزار ا
دیدار کی سمرن ہی مجھ آنکھون مین سراج آج
بس کیون نہ پھرا دین

شاید کہ نمودار ہویہ جگ مین اُجالا
سورج کی کرن کا
پھولا ہے عجایب یہ ہزار اگل ولالہ
مجھ دل کے چمن کا
کہتے ہین اُسے جگ کا جو اندھیالا
تجھ عشق کے رن کا
مجلس مین محبت کی ہوا تشنہ دو پیالا
تجھ جام مین کا
تجھ لب کی نزاکت ہی کیسں جھاڑ کا پالا
ہے پات سمن کا
اُنگلیون پلک کے لیے بھین ہاتھ مین مالا
آنسو کے رتن کا

مستزاد جرأت

بجا دو ہی نگہ تجھ پہ غضب قہر ہی مکھڑا
اور قد ہی قیامت

غارتگر دین قد ہی وہ اُس بت کا سراپا
اللہ کی قدرت

ای حضرت عشق آئی ہین سائین جی مولی
یان سے کیجے عنایت

ماتھے پہ مرے خط الف اللہ کا کھینچو
سونپو مجھے بستر

مین خاک نشین ہون جو گروہ فقرا سے
کیا سمجھے ہو مجھکو

گر سیر کنان دیر مین جا نکلون تو بولو
ناقوس کو سنکر

خوش ہیں ہین چار ابرو کا بتلا کی صفایا
مانند قلندر

درویش بلانوش بلا چیت مین میان دوست
پینک مین جو آجائین

آزادون کی خاطر سے غزل ایک تو سنائی
از بہر تفنن

مرشد مرے ہادی مری مالک مرے داتا
دیجے مجھے نعمت

تم ہو نہ گرو پیر بنو بندہ ہو چیلا
جی سے کری خدمت

رومال چھڑی لیکے جو ٹک کھینچون ادا سا
دکھلا دون کرامت

ای برہمن بتکدہ عشق ست صدا را
ہے تجھ سے کبھی الفت

نے ہمکو غم درد نے اندیشہ کا لا
ہی خوب فراغت

افعی کو مس کر کرین افیون کا گولا
ہین ایسے ہی آفت

اب انشا تو بولی مین کچھ اشعار پڑھ انشا
ہو جس مین ظرافت

مستزاد کمال

رکھیو نہ کمال اب تجھے ہوس دونون جہان کی
راضی برضا ہو

لے دستِ طمع کھینچ کے دی پائون کو پھیلا
در گوشۂ عزلت

مستزاد انشا

ہے نامِ خدا چہرے پہ کچھ اور تماشا
یہ آپ کی رنگت

مین نے جو کہا مین ہون ترا عاشق شیدا
اے کانِ ملاحت

اتحاد و تصوف مین جو تھا فرق بہم شاہ
اصلاً نہ رہا کچھ

کعبے کا کرون طوف کہ بتخانے کو جاؤن
کیا حکم ہے مجھکو

ہون پر تو روح القدس اس عہد مین کچھی
عیسےٰ کی طرح سے

گوٹا کرے اسطرح مرے غیر ہمیشہ
ٹک سوچو تو دل مین

لگات ایسی غضب تھر ہیین اور جھگڑا
اللہ کی قدرت

فرمانے لگے ہنس کے سنو اور تماشا
یہ شکل یہ صورت

پردہ جو یقین کا تھا محبت نے اٹھایا
کثرت ہوئی وحدت

ارشاد مری حق مین بھی کچھ ہووےگا آیا
اے پیر طریقت

یون چاہیے بیساختہ رہبانی کا پا
پھیری کرو بیعت

ترسا کرے ہر وقت یہ بندہ ہی تمھارا
اللہ کی قدرت

مستزاد اکبر

اس عشق نے یارو مجھے دنیا سے اٹھایا
دیوانہ بنا کے
پھر شوق کے شیشے مین شراب عقل کی اپنی
بھر بھر کے پلائی
یہ دختر رز لگتی ہے ہر ایک کے منہ سے
افسوس ہے ساقی
بیدل کیا دلبر نے عبث لیکے مرا دل
کس مکر و ہنر سے
نزدیک رقیبون کے صنم رات کو بیٹھا
مجلس ہوئی روشن
غیرون کو بلا کر وہ لگا پاس بٹھانے
مدت کی گویا دوست
اکبر کی یہی عرض ہے اب حق سے شب و روز
کر اپنا تو طالب

زلفون کا پھر رو کے گرفتار پھرایا
پھر شانہ بنا کے
پھر پیر اتما شا سارے عالم کو دکھایا
مستانہ بنا کے
کیا نام رہا تیرا یہ کیا تو نے پلایا
میخانہ بنا کے
پھر اپنے لگا کان کو بالے مین جھکایا
دُر دانہ بنا کے
اپنے رُخ جون شمع پہ پھر ہم کو جلایا
پروانہ بنا کے
ہم دوست یگانے کو لگا دور بٹھانے
بیگانہ بنا کے
دنیا مین اگر رکھنا ہو تو رکھ لے خدایا
مردانہ بنا کے

مستزاد معزز

حیف صد حیف ہی افسوس صد افسوس
آیا پیغام اجل
ہین معزز تری سب شعر مسلسل موزون
شک نہین اس مین ذرا

چھٹگیا زخم جگر سے مرے پھاہا آہا
اب نکل جاو یگا دم
یہ غزل جسنے سنی اس نے سراہا آہا
تازہ تر تازہ رقم

مخمسات مخمس سودا بر غزل خواجہ حافظ علیہ الرحمہ

نہ چارہ گران امور و نکا تھا مین بیچارہ
نہ عشق لیلی و شیرین سی ہون مین آوارا
کہ کبھٹکون دشت مین اور کوہ پرکھون یارا
صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ مارا

اثر یہ نالے کا اپنے ہی اعتقاد ای گل
نہ لے نصیب جو تو نے کیا نہ یاد ای گل
جو تو سنے تو بر آوے مری مراد ای گل
غرور حسن اجازت مگر ندا داے گل
کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

مجھے ذرا ابھی نہ ساقی کی یہ ادا بھائی
جو پوچھا مین نے کہا سن تو مجھ سی سودائی
کہ پہلے جام کی مے خاک پر چھڑکوائی
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر محبان بادہ پیما را

فریب مجھکو نہ دی خال و خط یہ ای دلبر
جو چاہے تو کہ گرفتار ہون مین تیری پر
کہ دیکھ کر مین زمانے کو منھ کیا ایدھر
بحسن خلق توان کرد صید اہل نظر

خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

دلون کے بھید کو پایا ہے کون اے دمساز	کر جا کے کہدے یہ اُس سے ہمارا راز و نیاز
یہان تو کوئی نہین جس سے ہو وے پردہ باز	ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز

وگرنہ عاشق و معشوق راز دار انند

بہار دیتا ہے رخسار تیرا ماہ جبین	ہے جس کے رشک سے سنبل خمیدہ زیر زمین
جو میرے کہنے کا دل بیچ اعتبار نہین	گذر بکن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین

کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

بغیر دیکھے تو رہتی نہین ہے دل کی ہوس	شکر پہ جا گرے اے دل تو کس طرح سے مگس
ہوا تو ہونے دے شہرہ ذرا امثال جرس	نہ من بران گل و عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

بہار سیر تو رکھتی ہے گلشنون پہ نظر	ولے نہ ایسی کہ جیسے ہوا اُس پر دیدہ
کرون مین کیا تری آگے نسیم وصف سحر	بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر

کہ از یمین و یسارت چہ بیقرار انند

اگرچہ وعظ و نصیحت مین سیکڑون ہین فن	غرض جہان گل مقصود ہو تو نے کچھے چمن
جو چاہیے نشۂ وحدت تو اُسکی مجھ سے سُن	برو بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن

مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

آئینہ ایکدم نہ ٹھہرتا ترے حضور | پکڑا ہی تیری عکس نے یہ روے آئینہ

ریختہ رنگین

مین تو وہ اوڑھنی ہی نہین کل کی اوڑھنی | باجی مجھے منگا دے جھلا جھل کی اوڑھنی
برسات جسکو کہتے ہین جی جبں بہار مین | سر پر ہوا کی ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
گرمی کے مارے ناک مین آئی ہے میری جان | تہ کرکے رکھ پٹاری مین آنچل کی اوڑھنی
آئی لچک کمر مین مرے لوگو دوڑیو | گھٹنے تلک تھے سر پہ مرے ڈھلکی اوڑھنی
بھاری نپٹ منگاؤن کر رنگین منگاؤ نہین | نہ ٹھہرتی ہے سر پہ مرے ہلکی اوڑھنی

مسدس میر حسن دہلوی

نقاب چہرے سے خورشید جب اٹھاوے ہے | سحر ہر ایک کو یہ کام مین لگاوے ہے
کوئی حرم کو کوئی تبکدے کو جاوے ہے | کوئی تلاش معیشت مین جی کھپاوے ہے
کہون جو دل سے من تو بھی کدھر کو جاوے ہے | تو بھر کے آنکھون مین آنسو یہ کہہ سناوے ہے

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند
بلاکشان محبت بکوے یار روند

خفا ہو دل سے چلا طرف گلشن و گلزار | وہان گیا تو وہان بھی سنی یہی تکرار
کہ بسکہ تیغ ستم سے ہوا ہے سینہ فگار | لبون پہ جان ہے آنکھون مین اشک دل مین غبار
کہ گل ہنسی ہے ادھر سے ادھر سے بلبل زار | کبھی ہے رو رو کے ہر دم یہی پکار پکار

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

جو میں نے پوچھا تری کل کو بھی کہیں ہی کل
جو کل کا وعدہ کیا ہو تو کل میں آونگا چل
کہا تھا اُسنے جو کل مجھ سو آونگا میں کل

تو ہنس کے کہنے لگا چل عبث نہ کر کل کل
غرض یہ اُسکا ہی مطلب کہ کرکے لیت و لعل
ملا جو آج تو پھر کل کا وہ ہی آیا خلل

دہد فریبم و سازد امیدوار مرا
کہ تا بحشر کشاند در انتظار مرا

سفر کا عزم نہ رکھ دل میں رشک یوسف و حور
سفر کیا پاس سی میرے نہ جا نگاہ سی دور
تری ہی دیکھنے سی آنکھ کے نور کا ہی ظہور

نکر تو شیشۂ دل سنگ تفرقہ سے چور
رلا رلا کے نہ آنکھوں میں میری کرنا سور
نظر سے تو جو گیا تو کہاں رہا پھر نور

مرو ز دیدہ کہ یادم ز پیر کنعان ست
کہ روی دوست ندیدن عظیم نقصان ست

ندیکھا تجھ سا تو نام خدا کوئی بیباک
جہان جہان کو مارا کیا برابر خاک
پھری ہی غمزے سی تیسر بھی تو جو آتش ناک

کہ اک اشارۂ ابرو سے تو نے او سفاک
رہا نہ صید ہوا جو نہ زیب فتراک
ترا ارادہ ہی کیا اب کریگا کس کو ہلاک

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی

نہین ہو قابل تحریر میرا درد و الم	نہووی مجھسا کبھی یوسن کوئی کشتۂ غم
ملا نہ دشت مین جانا ہی اور نہ طرف ارم	نہ آئی بوی گل اس طرف اور نہ خار ستم
یہ عمر گذری اسی طرح مجھکو ای ہمدم	مین کیا کرون نہ رکھون گر ہمیشہ چشم کو نم

نہ نکہتی زگل و نہ خراشی از خارے
درین چمن بچہ دل خوش کند گرفتارے

وہ کون ہی کہ نہین تیرے غم مین خستہ جگر	وہ کون ہی کہ نہین تیری یاد مین اکثر
کہ اب تو حسن کا تجھ بن ہی اس جہان او پر	ترا ہی ذکر ہر اک کو ہی ورد شام و سحر
بھلا جتا تو مین لیجاؤن رشک کس کس پر	کہان تلک مین کرون ضبط نالۂ دلبر

بجان رسیدہ ام از جور بے نہایت تو
کجا روم ہمہ کس مے کنند حکایت تو

کہان یہ حسرت و اندوہ اور یہ درد کہان	کہان یہ آہ و نالہ یہ نوحہ و افغان
کہان یہ داغ یہ ناسور و آتش سوزان	تری جفا کی مدد ہی اسی سبب سے یہان
وگرنہ تجکو یہی اپنی تھی شب ویران	اور اب جو پوچھو تو کیا پوچھتی ہو انکا بیان

جگر بزخم تو معمور دل زغم شاد ست
زمین حد تو اقلیم درد آباد ست

ستم اٹھائی کی اس سے نہین ہی زیادہ مجال	خدنگ عشق سی سینہ تو ہو گیا غربال

غزل مومن دہلوی

غزل نسیم لکھنوی

امتحان میں ہیں شگفتہ صانع کو آئی سیکڑوں
سیکڑوں اس نے بگاڑے اور بنائے سیکڑوں

پھولتی ہے بلبلو کس برگ بار اس باغ نے
گل کھلائے ہیں ہزاروں رنگ لائی سیکڑوں

دل میں اس شعلہ رو کی نوک مژگان کی نہ پوچھ
رنج اٹھائے داغ پائے زخم کھائے سیکڑوں

ہجر میں اسکے ہوا حاصل ہے درد بیحساب
صدمے لاکھوں غم ہزاروں رنج پائے سیکڑوں

زلف جب پیچا دکھائی قد نے کیوں بلا بنائے
اونچ نیچ عشق نے ہمکو دکھائے سیکڑوں

کیا بھروسا ہے حسینوں کا بہ رنگ برگ پان
خون کرنے کے لیے ہیں منہ لگائے سیکڑوں

خاک رہتی ہے تو گلروں کے کوچے میں نسیم
نقش پا بن بن کے گو نقشے جمائے سیکڑوں

غزل داغ دہلوی

دل مہجور کو آزردہ جو پاتا ہوں میں
اپنے روٹھے کو شب و روز مناتا ہوں میں

جبہ سائی تری دہلیز پہ کچھ فرض نہ تھی
اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹاتا ہوں میں

ایک نظارۂ گلشن کی ہوس باقی ہے
رخصت اے کنج قفس پھر ابھی آتا ہوں میں

فرقت یار میں بے موت جو مر جاتا ہوں
ملک الموت کو دیوانہ بناتا ہوں میں

دیکھنا شوق شہادت کہ جو وہ بھول بھی جائے
جرم اپنا اسے خود یاد دلاتا ہوں میں

قفس تنگ سے چھٹنا تو بہت مشکل ہے
نوچ کر پر سوئے گلزار اڑاتا ہوں میں

میرا سامان ہے تری بزم میں ہنگامۂ حشر
اپنی تعظیم کو سو فتنے اٹھاتا ہوں میں

دم قدم سے ہے لگا جان نکل جائیگی	دیکھو سینے سے مرے پاؤن اٹھاتے کیون ہو
کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن	اب چھپاتے ہو محبت بات بناتے کیون ہو

غزل وزیر لکھنوی

اے بت شیفتہ کاکل پیچان ہون مین	آج سر حلقہ زنار پرستان ہون مین
جلد یارب کہین پھر جاے گلے پر خنجر	دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین
کیا محبت ہے جو چھیڑے اُسے صدمہ ہو مجھے	وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین
ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ	اے اجل آ کہ لب گور سے نالان ہون مین
شکل سوفار جدا لب سے رہے لب یارب	یا کون تو ہے جدائی مین جو خندان ہون مین
تو میت تری دیکھیو تو پھر کے جاوے دم	یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین
اے جاہ سے ہون باہر دم جوش گریہ	یہ نہو مجھ سے کہ منت کش دامان ہون مین
اے فلک آج تو شب وصل کا ہونا معلوم	صبح محشر کی طرح چاک گریبان ہون مین
کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھ سے ہے اللہ اللہ	اتنی تقصیر ہوئی ہے کہ مسلمان ہون مین
کیا اک بات مین تسخیر پریزادون کو	زیب دیتا ہے کہون آج سلیمان ہون مین
میری شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر	کیا ہے پروا نہ اگر صاحب دیوان ہون مین

غزل لعشق لکھنوی

ایمان کو دل مین وہ الفت بتان تک نہ رہا	کمان کا پیار مرا اعتبار تک نہ رہا

غزل حضرت ہزبر

دم ہی گھٹ گھٹ کے تپ غم سے نکلتے دیکھا
تیرے بیمار کو گر کر نہ سنبھلتے دیکھا

سوز الفت سے جو پروانے کو جلتے دیکھا
رات بھر شمع کو جل جل کے پگھلتے دیکھا

تھا بلا دید تھی حسرت دم مردن اپنی
تجھے بیمار کا دم بھی نہ نکلتے دیکھا

بید مجنون سے بھی بدتر ہے مرا نخل مراد
اسکو میں نے نہ کبھی پھولتے پھلتے دیکھا

غش میں آنا تو ہوا ہم کو مبارک لیکن
ہوش میں آئے تو پیکھا تمھیں ہلتے دیکھا

کی جو بیمار محبت کی تشفی اُس نے
ای ہزبر آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا

غزل ایضاً

راحت شب فراق نہ پائی تمام رات
پہلو تھا اور درد جدائی تمام رات

وہ تو نہ آئے راہ دکھائی تمام رات
تو بھی نہ ای اجل ادھر آئی تمام رات

شاید نفس کی آمد و شد ہو شب فراق
میں نے تو اپنی نبض نہ پائی تمام رات

کرتا گلہ وصال میں کیا درد ہجر کا
اک بات بھی تو یاد نہ آئی تمام رات

بوسہ جو لے لیا تو وہ شرمائے اسقدر
تا صبح پھر نہ آنکھ ملائی تمام رات

آفت میں جان شمع کی تھی شام وصل سے
میں نے بجھائی اُس نے جلائی تمام رات

کروٹ بھی اسطرف کو نہ اس شوخ نے لی
کیا کیا نہ ہمنے جان جلائی تمام رات

لیں چٹکیاں جگر میں کبھی دل میں رات بھر
راحت نہ ان کے ہاتھ سے پائی تمام رات

غزل قبول

بنائے غم و رنج رخصت ہوئی — گیا دل ترے پاس فرصت ہوئی
مجھے اپنا بندہ سمجھتے ہیں سب — الٰہی بتوں کی یہ قدرت ہوئی
چھپے تھے زمیں کے تلے پہلے ہم — پھر آنکھوں سے پوشیدہ تربت ہوئی
رہا ہجر جس طرح عاشق مرا — کبھی وصل کی یوں نہ غیبت ہوئی
جب آہیں رکیں اشک نکلے قبول — پیوست گئی تو رطوبت ہوئی

غزل وزیر لکھنوی

اپنے محبوب کا کوچہ رہے مسکن اپنا — بلبلو تم کو مبارک رہے گلشن اپنا
شمع ساں بسکہ ہر اک داغ ہے روشن اپنا — مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا
ہم تو اے شمع رخو حسن پرست ایسے ہیں — صرف فانوس میں چھٹ جائے جو دامن اپنا
کھینچی تیغ اسنے کیا میں نے مقابل دل کو — دوست سے اپنے لڑاتا ہوں میں دشمن اپنا
دیکھنا حسرت دیدار اسے وہ کہتے ہیں — پھر گیا منھ تری جانب دم مردن اپنا
آج تک نوح کا طوفاں اسے کہتے ہیں وزیر — ایک دن جسنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا

غزل داغ دہلوی

داغ کہتا ہے بنے گی یہیں تربت میری — اک زمیں ہے مری سینے میں کدورت میری
سر سے پہلے وہ زباں کاٹ لیا کرتے ہیں — کہ خدا سے نہ کرے کوئی شکایت میری